

تلاوتِ قرآن اور ذکر الہی کے

# سُنہری اوراق

ذکر و تلاوت کے آداب و فضائل اور اسکے ہتھما کے سلسلے میں اسلاف کی زندگیوں کے تابناک نقوش

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

تحفہ رمضان

تالیف

ذکر توریسیہ بن حسین العفافی

ترجمہ

حافظ فیض اللہ ناصر

پسند فرمودہ:

فضیلہ شیخ ائناذ البقر محمد ابراہیم میر محمدی

تقریب

فضیلہ شیخ حافظ صالح الدین یوسف



ادارۃ اصلاح ٹرسٹ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ  
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربعہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# تلاوتِ قرآن اور ذکر الہی کے سُنہری اوراق

ذکر و تلاوت کے آداب و فضائل اور اسکے اہتمام کے  
سلسلے میں اسلاف کی زندگیوں کے تابناک نقوش

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ

حافظ فیض اللہ ناصر

تقریظ

فضیلہ شیخ حافظ صالح الدین یوسف

تالیف

ڈاکٹر تور سیرین حسین العفافی

پسند فرمودہ:

فضیلہ شیخ الشاذلی القراخند ابراہیم میر محمدی

ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

## تلاوتِ قرآن اور ذکر الہی کے سنہری اوراق

تالیف: ڈاکٹر سید حسین عثمانی  
ترجمہ: حافظ فیض اللہ ناصر  
صفحات: ۱۴۴  
اشاعت (اول): ۲۰۱۶ء  
ناشر: ادارۃ الاصلاح ٹرسٹ پاکستان

مطبع  
ٹوبان نعمان پرنٹنگ پریس، لاہور  
0300-8661763

مکتبہ اسلامیہ اسٹاک

PH 0300-8661763 . 0321-8661763  
f www.facebook.com/maktabaislamia1  
✉ maktabaislamiaapk@gmail.com  
globe www.maktabaislamiaapk.com  
e www.maktabaislamiaapk.blogspot.com

لاہور ہادیہ حلیمہ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور  
042-37244973 - 37232369  
پشاور بالقابل شیل بیڑول پب کوٹوالی رڈ، فیصل آباد  
041-2631204 - 2641204

## فہرست

- 13 ..... مقدمہ ❁
- 17 ..... عرض مترجم ❁

## تلاوت قرآن اور ذکر الہی

- 21 ..... یہ اللہ والوں کی غذا ہے ❁
- 21 ..... یہ دل والوں کی منزل ہے ❁
- 22 ..... یہ دکھی دلوں کی دوا ہے ❁
- 22 ..... زبان اور دل کی عبادت ❁
- 22 ..... محبت و اشتیاق میں اضافہ! ❁
- 23 ..... کان، آنکھوں اور زبان کی عقدہ کشائی ❁
- 23 ..... ایمان کی لذت اور محاسن ❁
- 23 ..... شیطان کو شکست ❁
- 24 ..... مطلوب حیات بس یاد خداوندی ہے! ❁
- 25 ..... یاد الہی کے بے پناہ فوائد ❁

- 26 ..... ذکر الہی کے فضائل ❀
- 27 ..... تلاوت قرآن؛ ذکر کی اعلیٰ صورت ❀
- 29 ..... محبوب ہر دم یاد رہنا چاہیے! ❀
- 30 ..... اپنے بندوں کو ذکر کی تلقین ❀
- 32 ..... کوئی لمحہ ضائع مت کیجیے! ❀
- 33 ..... جنت کا دروازہ کھولیے ❀
- 33 ..... جنت کا خزانہ حاصل کیجیے ❀
- 34 ..... جنت میں شجر کاری کیجیے ❀

## تلاوت و ذکر کی ترغیب میں چند احادیث

- 35 ..... ایک حرف پردس نیکیاں! ❀
- 36 ..... اللہ کے خاص لوگ ❀
- 36 ..... باؤسیم اور تذکرہ و تعارف ❀
- 37 ..... بہترین شخص کون؟ ❀
- 37 ..... عزت و ذلت کا سبب ❀
- 37 ..... پڑھتا جا اور چڑھتا جا! ❀
- 38 ..... معزز و برگزیدہ فرشتوں کا ساتھ ❀
- 38 ..... اللہ و رسول کی محبت پائیے ❀
- 39 ..... قابل رشک کون؟ ❀

- 40 ..... عزت و شرف کا تاج پہننے
- 40 ..... مختلف سورتوں اور آیات کے فضائل

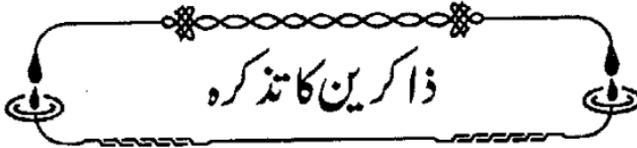
## تکمیل قرآن کی مدت

- 46 ..... کم از کم تین دن
- 49 ..... مختلف اعتبار سے مختلف حکم
- 50 ..... اس ممانعت سے مراد حرمت نہیں
- 52 ..... حدیث اور اس کی شرح
- 53 ..... اسلاف کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف اعمال
- 55 ..... مختار اور محتاط موقف
- 55 ..... ایک اعتراض اور اس کا جواب

## آداب تلاوت

- 57 ..... ظاہری آداب
- 58 ..... باطنی آداب
- 59 ..... اصل کلام کو سمجھنا
- 59 ..... متکلم، یعنی اللہ کی عظمت کا احساس
- 60 ..... حضور قلبی
- 62 ..... قرآن میں تدر اور غور و فکر

- 64 ..... سمجھنے کی کوشش کرنا ﴿﴾
- 64 ..... فہم کی راہ میں رکاوٹ بننے والی چیزوں سے دُور رہنا ﴿﴾
- 65 ..... خود کو قرآن کا مخاطب سمجھنا ﴿﴾
- 66 ..... قرآن کا اثر لینا ﴿﴾
- 69 ..... درجہ بہ درجہ بہتر کیفیت کی طرف جانا ﴿﴾
- 71 ..... خود پسندی سے دُور رہنا ﴿﴾



- 74 ..... سید الذاکرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ﴿﴾
- 76 ..... سید القراء اُبی بن کعب ؓ ﴿﴾
- 78 ..... ذوالنورین سیدنا عثمان بن عفان ؓ ﴿﴾
- 80 ..... سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ ﴿﴾
- 83 ..... سیدنا معاذ بن جبل ؓ ﴿﴾
- 85 ..... سیدنا ابوالدرداء ؓ ﴿﴾
- 85 ..... سیدنا تمیم الداری ؓ ﴿﴾
- 86 ..... سیدنا ابو ہریرہ ؓ ﴿﴾
- 86 ..... ابومسلم الخولانی ؓ ﴿﴾
- 86 ..... اسود بن یزید نخعی ؓ ﴿﴾
- 87 ..... امام سلیم بن عتر ؓ ﴿﴾
- 87 ..... ابوالعالیہ رُفیع بن مهران ؓ ﴿﴾

- 87 ..... سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ❁
- 88 ..... عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ❁
- 88 ..... عبد اللہ بن محیریز رضی اللہ عنہ ❁
- 88 ..... ابو عبد الرحمن السُّلَمی عبد اللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ ❁
- 89 ..... ابو رومیم نافع بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ ❁
- 90 ..... قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہ ❁
- 90 ..... سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ❁
- 90 ..... الامام الربانی منصور بن زاذان رضی اللہ عنہ ❁
- 91 ..... امام حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ ❁
- 91 ..... امام حمزہ بن حبیب الزیات رضی اللہ عنہ ❁
- 92 ..... ابو جعفر القاری؛ یزید بن قعقاع رضی اللہ عنہ ❁
- 93 ..... شیخ الاسلام وبقیۃ الاعلام ابو بکر بن عیاش رضی اللہ عنہ ❁
- 94 ..... نجیحی بن وثاب رضی اللہ عنہ ❁
- 94 ..... ابو اسحاق السَّمِعی رضی اللہ عنہ ❁
- 95 ..... کرز بن وبرة رضی اللہ عنہ ❁
- 95 ..... امام ثابت البنانی رضی اللہ عنہ ❁
- 95 ..... امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ❁
- 96 ..... واصل بن عبد الرحمن البصری رضی اللہ عنہ ❁
- 96 ..... وکیع بن جراح رضی اللہ عنہ ❁
- 96 ..... مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ ❁

- 96 ..... حسن بن صالح ثوری رضی اللہ عنہ ❁
- 97 ..... امام ابو محمد عبداللہ بن ادریس بن یزید الادوی رضی اللہ عنہ ❁
- 97 ..... عبدالرحمان بن قاسم رضی اللہ عنہ ❁
- 97 ..... امام یحییٰ بن سعید بن القطان رضی اللہ عنہ ❁
- 98 ..... امام شافعی رضی اللہ عنہ ❁
- 99 ..... امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ❁
- 100 ..... ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء رضی اللہ عنہ ❁
- 100 ..... بشر بن حارث الحافی رضی اللہ عنہ ❁
- 100 ..... عبدالرحمان بن مہدی رضی اللہ عنہ ❁
- 101 ..... عطاء بن السائب رضی اللہ عنہ ❁
- 101 ..... عمیر بن حنفی العیسیٰ الدرانی ❁
- 101 ..... بکر بن سہل بن اسماعیل رضی اللہ عنہ ❁
- 101 ..... ابو قبیصہ محمد بن عبدالرحمان الضبی رضی اللہ عنہ ❁
- 102 ..... ابوبکر محمد بن علی بن جعفر الکتانی رضی اللہ عنہ ❁
- 102 ..... ابوسہل القطان احمد بن محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ❁
- 102 ..... ابو عبداللہ احمد بن حرب بن فیروز رضی اللہ عنہ ❁
- 103 ..... محمد بن ابی محمد ابوشجاع ابن المقرن البغدادی رضی اللہ عنہ ❁
- 103 ..... ابوالعلاء الہمدانی العطار المقرنی رضی اللہ عنہ ❁
- 104 ..... ابن نابلسی رضی اللہ عنہ ❁
- 105 ..... ابوبشر احمد بن محمد بن حسنہ نیشاپوری رضی اللہ عنہ ❁
- 105 ..... جعفر بن حسن الدرزی بجانی الحسینی رضی اللہ عنہ ❁

- 106 ..... ابو الحسن الباہلی رحمۃ اللہ علیہ ❁
- 106 ..... حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ❁
- 106 ..... عبدالرحمان بن علی بن مسلم بن الخرقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ❁
- 107 ..... ابو عمر محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ ❁
- 107 ..... احمد بن رضوان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ❁
- 107 ..... شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ❁

## ذکر و تلاوت کی لذت

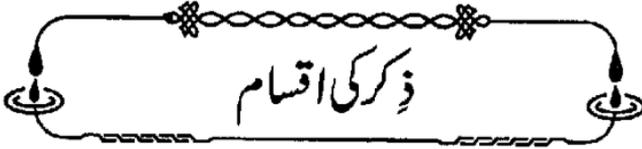
- 111 ..... اگر انہیں احساس ہو جائے! ❁
- 111 ..... سب سے لذیذ چیز..... ❁
- 111 ..... دل ذکر سے جھوم اٹھا! ❁
- 112 ..... واقعی وہ خوشگوار زندگی ہوگی..... ❁
- 112 ..... یہی ہے دنیا کی جنت! ❁
- 112 ..... تیرے سوا میں کسی کو نہیں چاہتا..... ❁
- 113 ..... میرا موضوع گفتگو بس تو ہے! ❁
- 113 ..... تیری محبت کے ہوتے ہوئے..... ❁
- 113 ..... میں تجھے بھولنا ہی کب ہوں؟ ❁
- 113 ..... میرے تن بدن میں تیری یاد ہے! ❁
- 114 ..... تیرا ذکر میری زباں پہ جاری ہے! ❁
- 114 ..... جنت کے باغیچوں میں قدم رکھیں..... ❁

- 116 ..... ذکر و تلاوت؛ جنت کے پھل پھول اور عمارتیں ❀
- 117 ..... اے فرشتو! خوش آمدید ❀
- 117 ..... اللہ تعالیٰ فخر کا اظہار کرتا ہے! ❀
- 118 ..... ذاکرین کی مجلس نشینی کے فوائد ❀
- 119 ..... یاد کے بدلے میں یاد ❀
- 119 ..... اگر تو آواز سن لیتا! ❀
- 120 ..... زندہ و مردہ کے مثل ❀

### بعض مسنون اذکار کے فضائل

- 121 ..... کثرتِ ذکر والے سبقت لے گئے ❀
- 121 ..... جو انعام اس پر ہے؛ وہ کسی پر نہیں ❀
- 122 ..... اس سے افضل کوئی ذکر نہیں! ❀
- 123 ..... دُنیا کی تمام چیزوں سے محبوب ذکر ❀
- 123 ..... ہزار نیکیوں کا حصول اور ہزار گناہ معاف ❀
- 124 ..... فرشتوں میں تذکرہ ہوتا ہے ❀
- 124 ..... عذاب سے نجات دلانے والا ❀
- 124 ..... انہیں حسرت و افسوس ہونے لگے گا! ❀
- 125 ..... سب سے زیادہ فضیلت والے بندے ❀
- 125 ..... اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب کلمات ❀
- 126 ..... افضل ذکر اور افضل دُعا ❀

- 127 ..... ﴿میزان میں وزنی اور اللہ کو محبوب کئے﴾
- 127 ..... ﴿تمہارے اب تک کے اذکار سے وزنی﴾



- 129 ..... ﴿اؤل:..... اسماء و صفات کا ذکر﴾
- 129 ..... ﴿خود ذکر کرنا﴾
- 129 ..... ﴿اللہ کی طرف سے خبر﴾
- 130 ..... ﴿مزید تین اقسام﴾
- 130 ..... ﴿دوم:..... امر و نواہی اور احکام کا ذکر﴾
- 131 ..... ﴿دعوت اور تبلیغ﴾
- 131 ..... ﴿کامل اطاعت و اتباع﴾
- 131 ..... ﴿ذکر کی صورتیں﴾
- 132 ..... ﴿قرآن کی تلاوت؛ عام ذکر سے افضل ہے﴾
- 133 ..... ﴿تسبیح افضل ہے یا استغفار؟﴾
- 134 ..... ﴿اعمال کے مراتب کی پہچان﴾
- 134 ..... ﴿ذکر کی مختلف انواع﴾
- 135 ..... ﴿ان کا دل؛ ذکر میں یوں محو ہوتا ہے﴾
- 137 ..... ﴿اللہ سے دو مرتبہ یاد کرتا ہے﴾
- 138 ..... ﴿فنا کی بہ نسبت بقا زیادہ کامل ہے﴾
- 139 ..... ﴿قیود سے شہود کی طرف﴾

- 139 ..... جو ذکر زبان و دل میں ہو ❁
- 141 ..... زہے نصیب کہ وہ مجھے یاد کرے! ❁
- 142 ..... خدایا! تب کیا عالم ہوگا!! ❁
- 142 ..... دل میں بس تو ہی بسا ہے! ❁
- 143 ..... یہ تو دیوانگی کی دوا ہے! ❁
- 144 ..... مرنے کے بعد بھی تیری یاد نہ گئی! ❁



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقریظ

زیر نظر کتاب قرآن مجید کے فضائل، اس کی تلاوت کے آداب اور اس سے متعلقہ بہت سے احکام پر مشتمل ہے۔ یہ دراصل ایک عربی کتاب ”صلاح الأمة فی علو الہمة“ کا ایک حصہ (علو الہمة فی الذکر وتلاوة القرآن) ہے جس کو اردو قالب میں پیش کیا گیا ہے۔

فاضل مترجم حافظ فیض اللہ ناصر ہیں، انہوں نے اس کا ترجمہ اپنے استاذ محترم استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ (مدیر کلیۃ القرآن، مرکز البدر، پھول نگر) کے حکم پر کیا ہے۔ ترجمہ ماشاء اللہ سلیس، شگفتہ اور رواں دواں ہے، جو مترجم کی عمدہ صلاحیتوں کا غماز ہے۔ موصوف نے اور بھی بعض اہم کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ فاضل مترجم ابھی جوان ہیں۔ اُمید ہے وہ اپنے اس علمی سلسلے کو جاری رکھیں گے تو دین و ملت کی بہترین خدمت سرانجام دے سکیں گے۔ و ققہ اللہ تعالیٰ۔ ان کی اردو نگاری اور ترجمے کی عمدہ صلاحیت

بالائے سرش زہوش مندی.....ی تافت ستارہ بلندی

کی آئینہ دار ہے ط

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

یہ کتاب قرآن مجید کی تلاوت کا شوق رکھنے والے ہر مسلمان کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے ان کے اس شوق اور رغبت میں ان شاء اللہ مزید اضافہ ہوگا۔ اور کون مسلمان ہے جو اس شوق سے بہرہ ورنہ ہو۔ قرآن مجید تو ہر مسلمان کی روح کی غذا، اس کے ایمان و یقین کا سرچشمہ اور اس کا سرمایہ حیات ہے۔ بس بعض دفعہ یا بعض لوگوں کا دنیاوی انہماک اس سے دوری کا باعث بن جاتا ہے، تاہم غفلت کا پردہ چاک ہوتے ہی وہ اس چشمہ صافی یا آب حیات کی طرف لوٹ آتے ہیں اور اپنے چاک گریبان کی رنوگری کا اس کے ذریعے سے اہتمام کر لیتے ہیں۔ یہ کتاب ایسے خود فرودشوں اور خدا فرودشوں کے لیے بھی خود شناسی اور خدا شناسی کے لیے ہمیز کا کام دے گی، و بید اللہ التوفیق۔

اس میں ہمارے بہت سے اسلاف کے شوقِ تلاوت اور خصوصی رغبت و اہتمام کے ایسے واقعات بھی بیان ہوئے ہیں جن پر بظاہر یقین کرنا مشکل ہے، بہر حال وہ سیر و تراجم یا آثار میں محفوظ ہیں جن کو صاحب کتاب نے نقل کیا ہے۔ ان کو ان کے اوقات میں خصوصی برکت یا کرامت ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ آج کل ہم جیسے دوں ہمت اور کور ذوق قسم کے لوگ اسلاف کے سے ذوق و شوق سے بھی محروم ہیں اور اس جذب و کیف سے بھی عاری جس سے ہمارے اسلاف تلاوت کے وقت لذت اندوز ہوتے تھے اور ایمان کی اس حلاوت اور اس کی افزودنی سے بھی بے بہرہ جس سے وہ ان پر کیفِ لمحات میں بہرہ ور ہوتے تھے۔ اپنی انہی کوتاہیوں کی وجہ سے شاید ہم اس لطف و عنایتِ ربانی اور انوار و تجلیاتِ رحمانی کے بھی سزاوار نہیں رہے جو اسلاف کا طرہ امتیاز تھے۔

جیسے کہا جاتا ہے:

ط ذوقِ ایں بادہ ندانی تا نہ چھی

ہمارے لیے عافیت اسی میں ہے کہ ہم کثرتِ تلاوت کو معمول بنائیں اور زیادہ سے زیادہ تین دن میں اسے مکمل کریں، پھر شروع کریں اور تین دن میں ختم کریں۔ اسی طرح تا زندگی اس کو معمول بنائے رکھیں، اس کے لیے زیادہ وقت نکل سکے تو اس کے فہم و تدبیر کی کوشش کریں تاکہ اس کے علوم و معارف سے بھی آشنائی ہو اور جذبہٴ عمل بھی بیدار ہو۔

ہمارے دامن میں تو اسلاف کا سا ایمان و یقین بھی نہیں ہے اور ان کا سا جذبہٴ عمل بھی ناپید ہے۔ تاہم اس کے حصول کی سعی میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ اس معیار کو ہر وقت سامنے رکھا جائے اور اس تک پہنچنے کی سعی پیہم اور جہد مسلسل ہو۔ اگر اس کوشش میں اخلاص ہوگا تو یقیناً یہ بار آور ہوگی اور اس کے ثمرات و نتائج سے ہم بہرہ ور بھی۔ ط

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا  
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

ط

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تری نصرت کو  
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

بہر حال کتاب گراں قدر مباحث کی حامل ہے اور قابلِ قدر کوششوں کا نتیجہ ہے اور زیادہ سے زیادہ قدر افزائی کی مستحق ہے۔

کتاب کی طرف رہنمائی سے لے کر ترجمہ و اشاعت تک کے مراحل میں جو حضرات بھی اور جس قدر بھی شریک رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کو

اجر جزیل سے نوازے اور کتاب کو عام و خاص ہر ایک کے لیے نافع اور ذریعہ ہدایت و باعث نجات بنائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آئین باد

حافظ صلاح الدین یوسف

۱۲۳۳/۳۰ شاداب کالونی

علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور

۳۰ مئی ۲۰۱۶ء

0321-4133675



## عرض مترجم

تمام تر عملی کوتاہیوں کے باوجود اس اُمت کا ماہِ رمضان میں قرآن کے ساتھ خصوصی لگاؤ دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ قوم میں زہد و تقویٰ کی روش کم تو ہوئی ہے لیکن ختم نہیں ہوئی اور روحانی تربیت کا ذوق ابھی باقی ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ نہاں خانہ دل سے افسوس بھری صدا بھی نکلتی ہے کہ یہ ذوق و شوق اور یہ جذبہ و رغبت اس ماہِ مبارک کے بعد کہاں غائب ہو جاتا ہے؟! اور یہ مہینہ گزرتے ہی لوگ قرآن سے یکسر بے اعتنائی کیوں برتنے لگتے ہیں؟! بلاشبہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہمارے اسلاف و اکابر رضی اللہ عنہم کا یہی معمول تھا کہ وہ اس مہینے میں باقی جمیع معمولات تقریباً ختم فرما دیتے تھے اور صرف قرآن پاک کی تلاوت اور اس میں غور و فکر کرنے میں مشغول ہو جاتے تھے، لیکن ان کا قرآن سے لگاؤ ماہِ رمضان کے گزرتے ہی ہماری طرح ختم نہیں ہو جاتا تھا بلکہ وہ اس کے بعد بھی قرآن سے تعلق قائم رکھتے تھے۔ یہی حالت بالعموم تمام مسلمانوں کی اور بالخصوص حفاظ و قراء کی ہونی چاہیے کہ کتاب اللہ سے ان کا تعلق عارضی اور وقتی نہ ہو بلکہ دائمی اور مستقل ہو۔

بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کا ذکر کرنا پڑ رہا ہے کہ حفاظ کی ایک کثیر تعداد صرف ”موکی حافظ“ ہونے کا ثبوت دیتی ہے، یعنی جوں ہی ماہِ رمضان قریب آتا ہے ان کی ظاہری جسمانی اور ظاہری روحانی حالت میں تبدیلی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ چہرے پر ”ریش“ بڑھنے لگتی ہے اعمال و کردار میں ”صالحیت“ پھوٹنے لگتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ کسی مسجد میں نماز تراویح میں قرآن سنانے کے لیے راہ ہموار کرنا ہوتا ہے۔ مگر بصد افسوس! کہ جوں ہی ماہ

رمضان ہم سے رخصت ہوتا ہے تو ایسے قاریوں اور حافظوں کی صورت و کردار اپنی اصلی حالت میں لوٹ آتا ہے۔ کیا یہ قرآن سے بے وفائی نہیں؟ کیا یہ قرآن کی ناقدری نہیں؟ کیا خدا کا کلام فقط اس لیے رہ گیا ہے کہ ہم اسے اپنے چند روزہ مفاد کے لیے استعمال کریں اور پھر چھوڑ دیں!؟

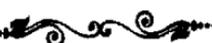
رسول اللہ ﷺ کے اُمتی اور اس کلام مقدس کے حامل ہونے کے ناتے سے چاہیے تو یہ کہ قرآن سے ہمارا تعلق اس قدر مضبوط ہو کہ یہ ہماری تمام تر توجہات کا مرکز بن جائے۔ ہماری اولین ترجیح یہی ہو۔ خواہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں، ہم روزانہ باقاعدگی سے اس کی تلاوت کریں۔ ہم کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوں، اس کے لیے ہر حال میں وقت نکالیں۔ یاد رہے کہ مطالعہ قرآن کے نتیجے میں ہونے والی تبدیلی کی رفتار تیز نہیں ہوتی بلکہ یہ تبدیلی بتدریج آتی ہے، لہذا مطالعہ قرآن کا عمل تب ہی شرآ اور بنتا ہے جب اسے تسلسل و دوام کے ساتھ کیا جائے اور ہمارا ایک دن بھی قرآن کریم کی زیارت و ملاقات کے بغیر نہ گزرے۔ ہم جتنا قرآن کو وقت دیں گے، اتنا ہی وہ ہمیں نفع دے گا۔

اس بات میں چنداں شبہ نہیں ہے کہ قرآن لا ریب کتاب ہے، یہ پروردگار کا ذاتی کلام ہے، اس کی حقانیت و صداقت مسلم و مصدق ہے، یہ ایسی سرچشمہ رشد و ہدایت کتاب ہے کہ جس نے بڑے بڑے بگڑوں کو راہ ہدایت دکھا دی، یہ ایسی کتاب نصیحت ہے کہ جس نے بھی پڑھا؛ اپنا خیر خواہ ہی پایا، یہ ایسی سراپا رحمت و برکت کتاب ہے کہ جس نے اسے منشور حیات بنا لیا وہ دنیا و آخرت کی تمام تر رحمتوں، نعمتوں، عنایتوں اور برکتوں سے اپنا دامن بھر کر ہی گیا، اس سے تعلق جوڑنے والا جسمانی و روحانی امراض اور جملہ مصائب و پریشانیوں سے نجات پاتا ہے، اس کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، گویا یہ نیکیوں کا بحر بے کناں ہے اور اپنے پڑھنے والوں کے لیے سراسر کامیابی، فوز و فلاح، عروج و ترقی، نجات و مغفرت اور جنت کی بشارت ہے۔ تو غور طلب بات یہ ہے کہ اس قدر فوائد کی حامل کتاب سے مستغنی رہ کر بھلا کوئی خوش حالی، کامیابی، عزت اور نجات پاسکتا ہے!!؟

بہ قول شاعر:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن  
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن  
”اگر تم حقیقی مسلمان کی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو قرآن کریم کو زندگی کا حصہ  
بنائے بغیر ایسا ممکن نہیں۔“

میرے نہایت مشفق و محسن استاذ گرامی شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی مدظلہ العالی ایک عرصے سے اس بارے میں فکر مند تھے کہ کوئی ایسی کتاب تحریر کی جائے جس کے ذریعے عام مسلمانوں کی طرف سے بالعموم اور حفاظ و قراء کی جانب سے بالخصوص ماہ رمضان کے بعد قرآن سے بے اعتنائی کی روش کا سدباب کیا جاسکے۔ جس میں تلاوت قرآن کی اہمیت و فضیلت کے متعلق مستند نصوص شرعیہ کے ساتھ ساتھ ہمارے اسلاف کے عمل کی ایسی درخشندہ مثالیں بھی مذکور ہوں کہ جنہیں پڑھ کر از خود ہی بندے میں سارا سال قرآن سے تعلق جوڑے رکھنے کی ترغیب و تحریض پیدا ہو۔ اسی اثنا میں زیر نظر کتاب ”علو الہمة فی الذکر و تلاوة القرآن“ (الدکتور سید بن حسین العفانی) حضرت الاستاذ کے مطالعہ میں آئی، اسے آپ نے عام مطالعے کے لیے بھی نہایت مفید پایا اور ایسی تربیت کے لیے بھی مناسب پایا۔ لہذا راقم کو حکم فرمایا کہ اسے اُردو قالب میں منتقل کیا جائے۔ میں نے اس کام کو سعادت سمجھتے ہوئے قبول کیا لیکن اپنی بے علمی اور کم مائیگی کے باوصف اس کو حسن کا وہ جامہ نہیں پہنا سکا جس کے یہ لائق تھی۔ البتہ یہ کتاب اپنی جامعیت اور احاطہ موضوعات کے لحاظ سے درجہ کمال کو پہنچتی ہے۔ ذکر کے فضائل، فوائد اور ثمرات، ذکر کی بہترین صورت؛ تلاوت قرآن، تلاوت کے احکام و فضائل، آداب و مواقع، اسلاف کا ذکر و تلاوت سے لگاؤ اور ان کے عمل کے تابناک نقوش جیسے اہم اور دلچسپ موضوعات اس کو دیگر کتب سے ممتاز کرتے ہیں۔ میں نے کتاب کی زیبائی اور حسن آرائی کے لیے عنوانین کا اضافہ کر دیا ہے، تاکہ کئی صفحات پر پھیلی طویل اور مسلسل بحث سے قاری کتاب کا ذوق مطالعہ متاثر نہ ہو۔ اس سے ہر بات الگ



سے خوب واضح بھی ہوگئی اور کتاب کی تزئین بھی ہوگئی۔

فضیلۃ الشیخ حضرت حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کا مطالعہ فرمانے کے بعد مفصل تقریظ تحریر کر کے کتاب کی اہمیت کو دوچند کر دیا ہے۔ یقیناً ہم حضرت حافظ صاحب کے زیر بار احسان ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب کے ترجمہ سے لے کر اشاعت تک کے جمیع مراحل میں اُستاذی و اُستاز القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی دلچسپی بلاشبہ لائق داد و تحسین ہے اور ہمارے محترم بھائی ابو حفص محمد حسن خان نے پوری دل جمعی سے کتاب کی کمپوزنگ اور خوبصورت سیٹنگ کر کے کتاب کے حُسن کو خوب نکھارا ہے۔

نیز محمد سرور عاصم صاحب نے کتاب میں ظاہری حسن بھی خوب بھر کر کتاب کو موضوع کے شایان شان اہمیت دی ہے۔ بارگاہِ الہی میں دعا ہے کہ جس عظیم مقصد کے حصول کے لیے یہ مبارک کام کیا گیا ہے، وہ بہ خوبی حاصل ہو جائے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم سب کی یہ ادنیٰ سی محنت کو اعزازِ قبولیت بخشے ہوئے ذریعہ نجات و مغفرت بنا دے۔

”مگر قبول افتد زہے عز و شرف“

خواستگارِ رُعا

حافظ فیض اللہ ناصر

hfaiznasir@gmail.com

0321-4697056



## تلاوتِ قرآن اور ذکر الہی

یہ اللہ والوں کی غذا ہے

تلاوتِ قرآن اور ذکر الہی ولایت کا منشور ہے، جسے یہ عطا کر دیا جائے اس کا اپنے رب سے تعلق جو جاتا ہے اور جس کو اس سے محروم کر دیا جائے اسے بارگاہِ ایزدی سے دُھتکار دیا جاتا ہے۔ یہ اللہ والوں کے دلوں کی خوراک ہے؛ جو اگر نہ ملے تو جسم دلوں کے لیے قبرستان بن جاتے ہیں اور یہی وہ عنصر ہے جس سے اہل دل کی بستیاں آباد رہتی ہیں، اگر یہ نہ ہو تو یہی بستیاں ویرانوں میں بدل جائیں۔

یہ دل والوں کی منزل ہے

تلاوتِ قرآن اور ذکر الہی ہی اہل دل کی وہ منزل ہے جہاں سے وہ رسد لیتے ہیں، جہاں اپنا مال کھپاتے ہیں اور ہمیشہ اسی کی جانب رواں دواں رہتے ہیں۔ یہی ان کا وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ راہزمنوں سے لڑتے ہیں، یہی ان کا پانی ہے جس کے ذریعے وہ راہ میں حائل ہونے والے شعلے بجھاتے ہیں، یہی ان کی بیماریوں کا درماں ہے کہ جو انہیں نہ ملے تو ان کے دلوں میں کچی آجاتی ہے اور یہی وہ پائیدار ربط اور تعلق ہے جو ان کے اور علام الغیوب کے مابین استوار ہوتا ہے۔ بہ قول شاعر:

إِذَا مَرَّضْنَا تَدَاوَيْنَا بِذِكْرِكَ  
فَتَرَكُ الذُّكْرَ أَحْيَانًا فَتَنْتَكِسُ

”جب ہم بیمار ہوتے ہیں تو تمہاری یاد ہی سے اس کا علاج کرتے ہیں اور اگر کبھی ہم تمہیں یاد کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو پھر پہلے کی طرح بگڑ جاتے ہیں۔“

## یہ دُکھی دلوں کی دوا ہے

ذکر و تلاوت ہی کے ذریعے سے بندگانِ الہی آفات سے بچاؤ کرتے ہیں، دُکھوں کا مداوا کرتے ہیں اور مصائب کو جھیلنا ان کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ جب آزمائش ان کا انتخاب کرتی ہے تو یہی ان کی پناہ گاہ ہوتی ہے، جب آفتیں ان کا تعاقب کرتی ہیں تو اسی کی جانب وہ دوڑتے ہیں، یہی ان کا باغیچہ ہے جس سے وہ گل چینی کرتے ہیں اور یہی ان کا سرمایہ سعادت ہے جس کے ذریعے وہ تجارت کرتے ہیں، اسی سے مغموم دل میں ہنسی اور مسرت کی لہر دوڑتی ہے اور اسی کے ذریعے ذکر کرنے والا اپنے مطلوب سے جا ملتا ہے بلکہ وہ خود مطلوب میں گم ہو جاتا ہے۔

## زبان اور دل کی عبادت

یاد رکھیے کہ ہر عضو کے لیے ایک مخصوص وقت کی عبادت ہوتی ہے جبکہ ذکر زبان اور دل کی ایسی عبادت ہے جو وقت کی قید سے آزاد ہے۔ ذکر کرنے والوں کو حکم ہے کہ ہر حال میں اپنے معبود اور محبوب کو یاد رکھیں؛ خواہ کھڑے ہوں، بیٹھے ہوں یا پہلوؤں کے بل لیٹے ہوں۔ جس طرح جنت ایک چٹیل میدان ہے اور اسے سرسبز و شاداب بنانے کے لیے ذکر مقرر کیا گیا ہے اسی طرح لوگوں کے دل بھی اجاڑ اور ویران بستیاں ہیں جن کی تعمیر اور آبادی ذکرِ الہی اور تلاوتِ قرآن ہی سے وابستہ ہے۔

## محبت و اشتیاق میں اضافہ!

تلاوت و ذکر دلوں کو صاف اور صیقل کرنے کا ذریعہ ہے اور یہ دلوں کے روگ مٹانے والی دوا ہیں۔ تلاوت اور ذکر کرنے والا جیسے جیسے اس میں ڈوبتا چلا جاتا ہے ویسے ویسے اللہ سے ملاقات کے لیے اس کی محبت اور اشتیاق بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اگر زبان کے ساتھ ساتھ دل بھی ذکر و تلاوت میں شامل ہو جائے تو پھر یہ اللہ کی یاد میں دوسری ہر شے کو فراموش کر دیتا ہے، پھر اللہ بھی اس کی ہر شے کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لیے ہر چیز کا بدلہ بن جاتا ہے۔

## کان، آنکھوں اور زبان کی عقدہ کشائی

کانوں پر پڑے ہوئے پردے اور زبانوں کا گونگا پن ذکر و تلاوت ہی سے دور ہوتا ہے اور ان ہی کے ذریعے آنکھوں سے تاریکی چھٹی ہے۔ اللہ نے ان کی برکت سے اپنے پیارے بندوں کی زبانوں کو یوں مزین کر دیا ہے جیسے دیکھنے والوں کی آنکھوں کو بینائی سے زینت بخشی ہے۔ یہی اللہ کا وہ سب سے بڑا دروازہ ہے جو بندے کے سامنے ہمیشہ کھلا رہتا ہے جب تک کہ خود بندہ اسے اپنی غفلت سے بند نہ کر دے۔

## ایمان کی لذت اور مٹھاس

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تَفَقَّدُوا الْحَلَاوَةَ فِي ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ: فِي الصَّلَاةِ، وَفِي الذَّكْرِ،  
وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّ الْبَابَ مُغْلَقٌ.

”تین چیزوں میں لذت تلاش کرو: نماز، ذکر اور تلاوت قرآن میں، اگر یہ لذت تمہیں نصیب ہو جائے تو بہت خوب؛ ورنہ جان لو کہ دروازہ بند ہے۔“

## شیطان کو شکست

ذکر و تلاوت کے ذریعے بندہ شیطان کو پچھاڑ دیتا ہے بالکل ویسے ہی جیسے شیطان غافلوں اور خود فراموشوں کو پچھاڑے رکھتا ہے۔ سلف صالحین میں سے کسی کا قول ہے:

إِذَا تَمَكَّنَ الذَّكْرُ مِنَ الْقَلْبِ فَإِنَّ دَنَا مِنْهُ الشَّيْطَانُ صَرَعهَ كَمَا  
يَصْرَعُ الْإِنْسَانُ إِذَا دَنَا مِنْهُ الشَّيْطَانُ، فَيَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الشَّيَاطِينُ  
فَيَقُولُونَ: مَا لِهَذَا؟ فَيَقَالُ: قَدْ مَسَّهُ الْإِنْسِي. ❦

”جب کسی دل میں ذکر مستحکم ہو جاتا ہے تو پھر اگر شیطان اس کے قریب آتا ہے تو وہ اس کو پچھاڑ دیتا ہے جیسے شیطان اپنی وسوسہ اندازی سے انسان پچھاڑ دیتا ہے، پھر ایسے مغلوب شیطان کے آس پاس دوسرے شیاطین اکٹھے ہوتے ہیں

اور ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ اسے کیا ہوا؟ جواب ملتا ہے کہ اسے کسی انسان نے چھو لیا ہے۔“

مطلوب حیات بس یادِ خداوندی ہے!

جو آدمی ایک لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غافل رہتا ہے؛ وہ گویا اس کے جلال اور مرتبے سے غافل ہے۔ امام ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا طَابَتْ الدُّنْيَا إِلَّا بِذِكْرِهِ، وَلَا طَابَتْ الآخِرَةُ إِلَّا بِعَفْوِهِ، وَلَا طَابَتْ الْجَنَّةُ إِلَّا بِرُؤْيَيْهِ.

”دنیا کی ساری حسن و زیبائی اس (اللہ) کی یاد سے ہے، آخرت کی ساری خوش نمائی اس کی معافی سے ہے اور جنت کی ساری رعنائی اس کے دیدار سے ہے۔“

بقول شاعر:

أَبَدًا نُفُوسُ الطَّالِبِينَ

سَدَّ إِلَى رَبِّهَا ضَمُّكُمْ تَحْنٌ

وَكَذَا الْقُلُوبُ بِذِكْرِكُمْ

بَعْدَ الْمَخَافَةِ تَطْمَئِنُّ

حَنَّتْ بِذِكْرِكُمْ وَمَنْ

يَهْوَى الْحَبِيبَ وَلَا يَحْنُ

”چاہنے والوں کے دل ہمیشہ تمہارے بانچوں کے اشتیاقِ فراواں سے لبریز رہتے ہیں۔ خوف و بے قراری کے بعد تمہاری یاد ہی سے دلوں کو سکون و اطمینان ملتا ہے۔ یہ تمہاری یاد کے اشتیاق سے لبریز رہتے ہیں۔ بھلا ایسا کون ہے جو اپنے محبوب کو چاہتا ہو لیکن اس کے لیے اشتیاق نہ رکھے؟“

دل میں ایک ایسی بھوک اور ایسی احتیاج ہوتی ہے جسے سوائے اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن کے کوئی بھی چیز پُر نہیں کر سکتی۔ چنانچہ اگر ذکر ہی دل کا شعار بن جائے اور بندے کی

بہ جائے اصل ذکر دل ہی ہو جائے اور زبان بس اس کی پیروی میں ذکر کرے تو یہی وہ ذکر ہے جس سے احتیاج پوری ہو جاتی ہے اور بھوک مٹ جاتی ہے۔

یا الہی کے بے پناہ فوائد

ذکر انسان کے منتشر مسائل و خیالات کو جمع کر دیتا ہے اور جمع شدہ پریشانیوں کو منتشر کر دیتا ہے، جو کامیابی، خوشی اور فراموشی دور ہوتی ہے اس کو قریب لے آتا ہے اور جو ناکامی، پریشانی اور تنگی قریب ہوتی ہے اس کو دور کر دیتا ہے۔

ذکر و تلاوت کی برکت سے بندے کے دل کے منتشر خیالات، ارادے اور عزائم جمع ہو جاتے ہیں کیونکہ خیالات کا انتشار و افتراق اور بے قابو ہونا کسی عذاب سے کم نہیں؛ جبکہ زندگی کا سکون اس بات میں ہے کہ آدمی کے خیالات، ارادوں اور عزائم میں یکانگی اور یکسانی ہو۔

ذکر و تلاوت ہی کی بدولت آدمی کو گھیر لینے والے وہ تمام اندیشے، پریشانیاں، مایوسیاں اور خیالات کا فور ہو جاتے ہیں جو آدمی کو اپنے حقوق اور مقاصد حاصل نہ ہونے کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں۔

اسی طرح اس کے گرد جمع ہو جانے والی برائیاں، گناہ اور خطائیں بھی ذکر و تلاوت کی برکت سے رفع ہو جاتی ہیں۔

آدمی کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے شیطان کا جمع ہونے والا لاؤ لشکر بھی ذکر و تلاوت کے آگے ٹھہر نہیں پاتا اور بھاگ جاتا ہے، کیونکہ آدمی کا اپنی زبان کو مسلسل ذکر الہی میں مصروف رکھنا ایسے ہی ہے جیسے وہ شیطان کے مقابلے کے لیے ایک کے بعد دوسرا لشکر بھیجتا جا رہا ہو۔ آدمی کے اندر اللہ کی طلب اور چاہت جس قدر مضبوط ہوگی اور اس کا اللہ کے ساتھ تعلق جتنا مضبوط ہوگا، اس کے مقابلے میں آنے کے لیے شیطان کا یہ لشکر بھی اتنا ہی بڑا اور توانا ہوگا اور اس لشکر کو منتشر کرنے کا اس کے سوا کوئی طریقہ نہیں کہ ذکر پر پہنچتی اختیاری کی جائے۔

ذکر آدمی کو آخرت کے قریب کر دیتا ہے، آدمی کی زبان اگر ذکر کے کیف میں ڈوبی رہے تو اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ دنیائے آخرت میں آچکا ہے۔

ذکر و تلاوت ہی کے ذریعے دل خوابِ غفلت سے بیدار ہوتا ہے اور اس کی اُوگھ تک بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر دل سویا ہوا ہو تو یہ بہت سے فوائد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے اور اس پر خسارے کا غلبہ رہتا ہے، لیکن اگر دل جاگ جائے اور نیند کی حالت میں ہونے والے نقصان کو پہچان جائے تو پھر یہ ایسا ہوشیار ہو جاتا ہے کہ باقی ساری زندگی جاگ کر گزارتا ہے اور اپنے نقصان کی تلافی کرتا ہے۔ دل کی یہ بیداری ذکر و تلاوت ہی سے ممکن ہے کیونکہ غفلت ایک گہری نیند ہے۔

خدا کا ذکر ایک ایسا درخت ہے جس پر وہ معارف اور احوال لگتے ہیں جنہیں حاصل کرنے کے لیے سالکین کمر بستہ رہتے ہیں۔

### ذکر الہی کے فضائل

ذکر ہی کے ذریعے بیداری سے لے کر توحید تک کے تمام مقامات حاصل ہوتے ہیں۔ یہ عمل غلام آزاد کرنے اور اللہ کی راہ میں گھوڑے دینے سے بہتر ہے، یہ وہ عمل ہے جو بعض اوقات اللہ کی راہ میں تلوار کے ساتھ لڑنے سے بھی بہتر ہے اور یہ سب سے افضل و اعلیٰ عمل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعُهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟))

”کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتاؤں جو سب اعمال سے بہتر ہے، تمہارے مالک کے ہاں سب سے زیادہ پاکیزہ ہے، تمہارے درجات کی بلندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، تمہارے لیے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ضرور بتلائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا:  
 ((ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى)) ﴿۱﴾

”وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔“

تلاوت قرآن؛ ذکر کی اعلیٰ صورت

سب سے بلند مرتبہ ذکر قرآن کی تلاوت ہے جو سب سے عمدہ بات اور بہترین کلام ہے۔ اس کی آیات بارگاہِ ایزدی سے آنے والے رُوح افزانغے اور چمنستانِ تجید کے توحیدی گیت ہیں اور پھر یہ سارا لطف صرف خبر کا ہے، ذرا اندازہ کیجیے کہ نظر کا لطف کیا ہوگا؟! یہ عرش سے اُتری ہوئی آیات ہیں، رُوئے زمین پر ان آیات کے نزول کے بعد زمین زمین نہیں رہی بلکہ آسمان بن گئی ہے اور یہ آیات اس آسمان کے تاروں جیسی ہیں۔ یہ ایسے الفاظ ہیں کہ اگر شدید ہوں تو پھرتے سمندر کی موجیں ہیں اور اگر نرم ہوں تو حیاتِ اُخروی کے مسرت بخش جھونکے ہیں۔

یہ ایسے شیریں معانی ہیں جو بیان کے پانی سے آپ کی پیاس بجھاتے ہیں اور ان میں وہ فرحت ہے جس سے آپ کو جنت کی سی راحتیں محسوس ہوتی ہیں۔ یہ وہ نور ہے جس سے دل روشنی حاصل کرتے ہیں اور اسی میں رُوحوں کی زندگی ہے، بلکہ یہی وہ رُوح ہے جس پر اصل زندگی کا دار و مدار ہے، اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اور اس کی وہ عظیم نعمت ہے کہ مخلوقات کسی طرح بھی اس کے شکر سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَوْ لَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُشَلِي عَلَيْهِمْ ط إِنَّ فِي ذَلِكَ لَكَوْحَةً ۚ وَذِكْرَى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾﴾ [العنكبوت: ۵۱]

”کیا ان کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر ایک کتاب اتاری ہے جو ان پر پڑھی جاتی ہے، بلاشبہ اس میں ایمان رکھنے والی قوم کے لیے رحمت اور

﴿سنن الترمذی: ۳۳۷۷- سنن ابن ماجہ: ۳۷۹۰- صحیح الجامع للآلبانی: ۲۶۲۹﴾

نصیحت ہے۔“

اور فرمایا:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْدَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ﴾ [یونس: ۵۸]

”آپ کہہ دیجیے کہ یہ اللہ کے فضل اور رحمت سے ہے۔ چنانچہ انہیں اسی کے ساتھ خوش ہونا چاہیے۔ یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔“

جب بندہ اللہ کے فضل و رحمت سے خوش اور مانوس ہو جاتا ہے تو پھر وہ ایک خاص سرور و کیف میں ڈوب جاتا ہے۔ تلاوت و تدبر قرآن اور کثرتِ ذکر کے لیے اس کی ہمت میں بلندی آ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ذکر الہی اور تلاوتِ قرآن ہی آدمی کے لیے سب سے بڑی نعمت، اس کی شناخت، اس کی جنت، اس کا گلستان، اس کی مسرت اور اس کی تمام تر کاوشوں کا محور بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا:

﴿إِذْ هَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِأَيْتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي﴾ [طہ: ۴۲]

”تو اور تیرا بھائی میری آیات لے کر جاؤ اور میرے ذکر میں سستی نہ کرو۔“

اور ایک جگہ موسیٰ علیہ السلام کے الفاظ بیان فرمائے:

﴿كَيْ نَسْتَحِكَ كَثِيرًا ۖ وَ نَذْكُوكَ كَثِيرًا ۗ﴾ [طہ: ۳۳، ۳۴]

”تا کہ ہم تیری بہت تسبیح بیان کریں اور تیرا کثرت سے ذکر کریں۔“

اسی طرح فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً ۖ وَ

أَصِيلًا﴾ [الأحزاب: ۴۱، ۴۲]

”اے ایمان والو! اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبحِ شام اس کی تسبیح بیان کرو۔“

اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الأنفال: ٤٥]

”اے ایمان والو! جب کسی جماعت سے تمہاری ٹڈ بھیز ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو تاکہ کامیابی پاؤ۔“

محبوب ہر دم یاد رہنا چاہیے!

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((إِنَّ عَبْدِي - كُلَّ عَبْدِي - الَّذِي يَذْكُرُنِي وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهُ)) ﴿

”میرا مکمل بندہ وہ ہے جو اس وقت مجھے یاد کرتا ہے جب دشمن سے ٹڈ بھیز ہو۔“

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ اس حدیث قدسی سے استدلال کرتے تھے۔ میں نے ان کو یہ بھی فرماتے سنا کہ محبت کرنے والے اس حالت میں اپنے محبوبوں کو یاد کرنا باعثِ فخر سمجھتے ہیں جیسا کہ عمرہ نے کہا ہے:

وَلَقَدْ ذَكَرْتُكَ وَالرِّمَاحُ كَانَتْهَا

أَشْطَانٌ بِغَيْرِ فِئِ بَانَ الْأَذْهِمِ

”میں نے تجھے اس وقت یاد کیا کہ جب گھوڑے کے سینے کی جانب لمبے لمبے

نیزے یوں لپک رہے تھے جیسے وہ کنویں کی رسیاں ہوں۔“

اسی طرح ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

ذَكَرْتُكَ وَالْخَطِيءُ يَخْطُرُ بَيْنَنَا

وَقَدْ نَهَلْتُمْ مِنَّا الْمُثَقَّفَةَ السُّمْرُ

”میں نے تجھے اس وقت یاد کیا جب ہمارے درمیان تلوار چل رہی تھی اور

سیدھے کیے ہوئے گندم گوں نیزے ہمارے خون سے سیراب ہو چکے تھے۔“

سنن الترمذی: ۳۵۸۰. (ضعیف)

ایک اور شاعر نے کہا:

وَلَقَدْ ذَكَرْتُكَ وَالرِّمَاحُ شَوَاجِرُ  
نَحْوِي وَيَبِضُّ الْهِنْدِ تَقَطَّرُ مِنْ دَمِي

”میں نے تجھے اس وقت یاد کیا جب نیزے میری طرف لپک رہے تھے اور

ہندی تلواریں میرے خون سے تر تھیں۔“

یہ مضمون عرب شعراء کے کلام میں بہ کثرت پایا جاتا ہے۔ اس سے محبت کی شدت کا پتا چلتا ہے کیونکہ اگر محبت اپنے محبوب کو اس حال میں یاد کرے کہ جب عام طور پر آدمی کو اپنی ذات کے سوا کچھ بھی یاد نہیں رہتا تو اس سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ محبوب کو وہ اپنی جان کی طرح بلکہ اس سے بھی عزیز تر سمجھتا ہے۔

اپنے بندوں کو ذکر کی تلقین

ذکر الہی اس قدر افضل و اعلیٰ عمل ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جاہہ جا اپنے بندوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ کسی بھی لمحے میری یاد کو فراموش نہ کرو، بلکہ اپنے دنیوی امور و مشاغل میں مصروف رہتے ہوئے بھی دل کو میری یاد میں ہی محور رکھو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة: ۱۰]

”جب نماز مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کا کثرت سے ذکر کیا کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔“

اسی طرح فرمایا:

﴿فَإِذَا قُضِيَتُمْ مَنَاسِكُكُمْ فَادْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدًّا ذِكْرًا﴾ [البقرة: ۲۰۰]

”جب تم اپنے مناسک حج ادا کر چکو تو پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، جیسے کہ تم اپنے آباء و اجداد کو یاد کرتے ہو، یا پھر اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔“

پھر اپنا ذکر کرنے والوں کے لیے انعامات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۚ لِيُؤْتِيَهُمُ أَجْرَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۗ إِنَّكَ عَفُورٌ شَكُورٌ ۝﴾ [فاطر: ۲۹، ۳۰]

”جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں، یقیناً وہ ایک ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہیں ہوگا۔ (اس تجارت میں انہوں نے اپنا سب کچھ اس لیے کھپایا ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کا پورا پورا اجر دے اور اپنے فضل سے انہیں مزید عطا فرمائے۔ بلاشبہ وہ بخشنے والا قدر دان ہے۔“

اسی طرح فرمایا:

﴿وَالذُّكْرَيْنِ اللَّهُ كَثِيرًا ۗ وَالذُّكْرُ ۗ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً ۖ وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝﴾ [الاحزاب: ۳۵]

”اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں اور مرد، اللہ نے ان کے لیے بخشش اور بے پناہ اجر تیار کر رکھا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا ۖ وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ۖ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۖ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾ [آل عمران: ۱۹۱]

”وہ لوگ جو کھڑے، بیٹھے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں

اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غرور کرتے ہیں (اور کہتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بے مقصد پیدا نہیں کیا، ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں چنانچہ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

### کوئی لمحہ ضائع مت کیجیے!

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَا مِنْ سَاعَةٍ تَمُرُّ بَيْنَ آدَمَ لَمْ يَكُنْ ذَاكِرًا لِلَّهِ فِيهَا بِخَيْرٍ إِلَّا خَسِرَ عِنْدَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) ❶

”ابن آدم کا جو بھی وقت اس کیفیت میں گزرتا ہے کہ اس وقت میں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا ہو تو روز قیامت وہ اس کو تباہی کی وجہ سے خسارہ اٹھائے گا۔“

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَيْسَ يَتَحَسَّرُ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَّا عَلَى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ فِيهَا )) ❷

”جنتیوں کو صرف اس وقت پر ہی حسرت ہوا کرے گی جو وقت اس کیفیت میں گزرا ہوگا کہ اس میں انہوں نے اللہ کو یاد نہ کیا ہوگا۔“

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ تعالیٰ

کی نظر میں کون سا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( أَنْ تَمُوتَ وَلِسَانَكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ )) ❸

”جبے اس حالت میں موت آئے کہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔“

❶ حلیۃ الأولیاء للأصفہانی: ۳۶۱/۵.

❷ المعجم الکبیر للطبرانی: ۹۳/۲۰.

❸ صحیح ابن حبان: ۸۱۸.

### جنت کا دروازہ کھولیے

سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟))

”کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نہ بتلاؤں؟“

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دروازہ لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

إِلَّا بِاللَّهِ ہے۔<sup>❶</sup>

### جنت کا خزانہ حاصل کیجیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

((أَكْثَرُ مِنْ قَوْلٍ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَإِنَّهَا مِنْ كُنُوزِ

الْجَنَّةِ))<sup>❷</sup>

”کثرت سے لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھا کرو؛ کیونکہ یہ جنت کے

خزانوں میں سے ہے۔“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟ تَقُولُ:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَسَلَّمَ عَبْدِي

وَاسْتَسَلَّمَ))<sup>❸</sup>

”کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتلاؤں جو عرش کے نیچے پڑا ہوا جنت کا خزانہ ہے؟ تم

لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھا کرو؛ (جب بندہ یہ پڑھتا ہے) تو اللہ

❶ سنن الترمذی: ۳۵۸۱۔ مسند أحمد: ۱۵۴۸۰۔ المستدرک للحاکم: ۷۷۸۷۔ صحیح

الجامع للآلبانی: ۲۶۱۰۔

❷ المعجم الكبير للطبرانی: ۱۳۳/۴۔ صحیح الجامع للآلبانی: ۱۲۱۴۔

❸ المستدرک للحاکم: ۵۴۔ صحیح الجامع للآلبانی: ۲۶۱۴۔

تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تابع فرمائی کی اور خود کو میرے سپرد  
کر دیا۔“

جنت میں شجرکاری کیجیے

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَكْثَرُوا مِنْ عَرَسِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ مَأْوَاهَا، طَيِّبٌ تُرَابُهَا،  
فَأَكْثَرُوا مِنْ غَرَابِهَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)) ❁

”جنت میں زیادہ سے زیادہ شجرکاری کرو، جنت کا پانی بہت میٹھا ہے اور اس کی  
مٹی نہایت پاکیزہ ہے، سو تم لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پڑھ کر کثرت سے  
(جنت میں) درخت دپودے لگایا کرو۔“



## تلاوت و ذکر کی ترغیب میں چند احادیث

یہاں ہم چند ایسی احادیث زینتِ قرطاس کرتے ہیں جو اپنے اجر و ثواب کی بنا پر تلاوتِ قرآن اور ذکر الہی پر مداومت اختیار کرنے میں ہمت بڑھانے کا باعث بنتی ہیں۔  
**ایک حرف پر دس نیکیاں!**  
 رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((اِقْرَأْ وَالْقُرْآنَ، فَإِنَّكُمْ تُوجِرُونَ عَلَيْهِ، أَمَا إِنِّي لَا أَقُولُ: ﴿الْقَافُ﴾ حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلْفٌ عَشْرٌ، وَلَا مِمْ عَشْرٌ، وَمِمْ عَشْرٌ، فَيَنَلِكُ ثَلَاثُونَ)) ❶

”قرآن کریم پڑھا کرو، کیونکہ تمہیں اس پر اجر سے نوازا جاتا ہے۔ سنو! میں یہ نہیں کہتا کہ ”الم“ ایک حرف ہے بلکہ ”الف“ کی دس نیکیاں ہیں، ”لام“ کی الگ دس نیکیاں ہیں اور ”میم“ کی بھی دس نیکیاں ہیں، سو اس طرح یہ تیس نیکیاں بن جاتی ہیں۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 ((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الْمَ حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلْفٌ حَرْفٌ وَلَا مِمْ حَرْفٌ وَمِمْ حَرْفٌ)) ❷

❶ صحیح الجامع للألبانی: ۶۶۰.

❷ سنن الترمذی: ۲۹۱۰.

”جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھتا ہے اسے اس کے بدلے میں ایک نیکی مل جاتی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ”الم“ ایک حرف ہے، بلکہ ”الف“ ایک حرف ہے، ”لام“ ایک حرف ہے اور ”میم“ ایک حرف ہے۔“

اللہ کے خاص لوگ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ))

”یقیناً اللہ تعالیٰ کے بھی کچھ اپنے لوگ ہیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ (سعادت مند اور خوش قسمت) کون سے لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((هُمُ أَهْلُ الْقُرْآنِ، أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ))

”وہ قرآن والے ہیں، وہی اللہ کے اپنے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔“

باؤسیم اور تذکرہ و تعارف

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَوْصِيكَ بِتَفْوَى اللَّهِ، فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ، وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ الْإِسْلَامِ، وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللَّهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ رَوْحُكَ فِي السَّمَاءِ، وَذِكْرُكَ لَكَ فِي الْأَرْضِ))

”میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں؛ کیونکہ یہ ہر چیز کی بنیاد ہے، جہاد کو اپنے اوپر لازم کرلو؛ کیونکہ یہ اسلام کی رہبانیت ہے، ذکر الہی اور تلاوت قرآن کا اہتمام کرو؛ کیونکہ یہ آسمان میں تمہارے لیے باؤسیم اور زمین میں تمہارا

سنن ابن ماجہ: ۲۱۵۔

مسند أحمد: ۱۱۷۷۴۔ صحیح الجامع للآلبانی: ۳۲۶۸۔

تعارف و تذکرہ ہے۔“  
**بہترین شخص کون؟**

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) ❶

”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔“

**عزت و ذلت کا سبب**

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ)) ❷

”یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو بلندیاں عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو اسی کی وجہ سے رُسوا بھی کر دیتا ہے۔“

یعنی جو قرآن سے تعلق جوڑے رکھتا ہے، اس کو پڑھنے کا اہتمام کرتا ہے اور اس کے احکام کو اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی میں نافذ کرتا ہے؛ وہ عروج و ترقی، رفعت و بلندی اور عزت و وقار پاتا ہے لیکن جو اس کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور اس سے تعلق و ناتہ توڑ لیتا ہے وہ اس دُنیا میں بھی ناکامی و ہستی کا منہ دیکھتا ہے اور کل قیامت کے روز بھی ذلت اٹھائے گا۔

**پڑھتا جا اور چڑھتا جا!**

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ إِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ: اقْرَأْ وَأَضَعْ، فَيَقْرَأُ وَيَضَعُ بِكُنْ آيَةَ دَرَجَةٍ حَتَّى يَقْرَأَ آخِرَ شَيْءٍ مَعَهُ)) ❸

”صاحب قرآن جب جنت میں داخل ہوگا تو اس سے کہا جائے گا: پڑھتے جاؤ

❶ صحیح البخاری: ۵۰۲۷ .

❷ صحیح مسلم: ۸۱۷ .

❸ سنن ابن ماجہ: ۳۷۸۰۔ مسند أحمد: ۱۱۳۶۰ .

اور (جنت کے درجات پر) چڑھتے جاؤ۔ سو وہ پڑھنے لگ جائے گا اور ہر آیت پر ایک درجہ چڑھتا جائے گا، یہاں تک کہ وہ آخری آیت تک پڑھ لے گا جو اسے یاد ہوگی۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَارْقُ، وَرَتَّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرُؤُهَا)) ❶

”صاحب قرآن سے کہا جائے گا: پڑھو اور (جنت کے درجات پر) چڑھو، اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا جیسے تم دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، بلاشبہ تمہارا مقام وہیں ہوگا جہاں تم آخری آیت پڑھو گے۔“

معزز و برگزیدہ فرشتوں کا ساتھ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعُّ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ)) ❷

”قرآن میں مہارت رکھنے والا اعمال لکھنے والے معزز اور برگزیدہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو ایک ایک کر کے قرآن پڑھتا ہے اور اس سے اسے مشقت اٹھانا پڑتی ہے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔“

اللہ ورسول کی محبت پائیے

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَلْيَقْرَأْ فِي الْمُضْحَفِ)) ❸

❶ مسند أحمد: ۶۷۹۹.

❷ صحیح مسلم: ۷۹۸.

❸ شعب الایمان للبیہقی: ۱۴۴۰۔ صحیح الجامع للالبانی: ۲۳۴۲.

”جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے لگ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ مصحف میں (یعنی قرآن کریم پر) پڑھے۔“

قابل رشک کون؟

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ)) ❶

”دو ہی لوگوں کے بارے میں رشک ہو سکتا ہے: (ایک) اس شخص کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن (کا علم) دیا ہو اور وہ اس کی رات دن تلاوت کرتا ہو اور (دوسرا) وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہو اور وہ اسے شب و روز خرچ کرتا رہتا ہو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ، فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتَيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي الْحَقِّ، فَقَالَ رَجُلٌ: لَيْتَنِي أُوتَيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ، فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)) ❷

”دو ہی طرح کے لوگوں کے بارے میں رشک کیا جا سکتا ہے: ایک تو وہ شخص جسے اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا ہو اور وہ شب و روز کے اوقات میں اس کی تلاوت کرتا ہو۔ جب اس کا پڑوسی اسے (قرآن پڑھتے) سنے تو کہے: کاش!

❶ صحیح البخاری: ۷۰۹۱۔ صحیح مسلم: ۸۱۵۔

مجھے بھی یہ شرف حاصل ہوتا جو فلاں کو ملا ہے، پھر میں نے بھی وہی عمل کرنا تھا جو یہ کرتا ہے۔ (دوسرا) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا کیا ہو اور وہ اسے راہِ حق میں صرف کرتا ہو، (اسے دیکھ کر) کوئی آدمی کہے: کاش! مجھے بھی وہ سب کچھ ملتا جو فلاں کو ملا ہوا ہے، پھر میں نے بھی وہی عمل کرنا تھا جو یہ کرتا ہے۔“

### عزت و شرف کا تاج پہنئے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ حَلِّهِ، فَيُلْبَسُ تَاجَ الْكِرَامَةِ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ زِدْهُ، فَيُلْبَسُ حُلَّةَ الْكِرَامَةِ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ، فَيَرْضَى عَنْهُ، فَيَقَالُ لَهُ: اقْرَأْ وَارْقُ، وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً))

”روزِ قیامت قرآن آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! (مجھے پڑھنے والے) اس شخص کو آراستہ و پیراستہ کر دیجیے۔ چنانچہ اس کو عزت و شرف کا تاج پہنا دیا جائے گا۔ پھر قرآن کہے گا: اے میرے رب! اس کو مزید عطا فرما۔ سوا سے عزت و شرف کا چوغہ پہنا دیا جائے گا۔ پھر قرآن کہے گا: اے میرے رب! اس سے راضی ہو جا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: (قرآن) پڑھتے جاؤ اور (جنت کے درجات پر) چڑھتے جاؤ، اور ہر آیت کے بدلے میں ایک نیکی کا اضافہ ہوتا جائے گا۔“

### مختلف سورتوں اور آیات کے فضائل

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اسْمُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ فِي ثَلَاثِ سُوَرٍ

سنن الترمذی: ۲۹۱۵۔ صحیح الجامع للالبانی: ۸۳۰۔

مِنَ الْقُرْآنِ: فِي الْبَقْرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَطَهُ)) ﴿١﴾

”اللہ کا وہ اسمِ اعظم؛ کہ جس کے ذریعے دعا کی جائے تو اللہ قبول فرماتا ہے، تین سورتوں میں ہے: سورۃ البقرۃ میں، سورۃ آل عمران میں اور سورۃ طہ میں۔“

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((أُعْطِيَتْ هَذِهِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ الْبَقْرَةِ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ،

لَمْ يُعْطَهَا نَبِيٌّ قَبْلِي)) ﴿٢﴾

”مجھے سورۃ البقرۃ کی یہ آخری آیات دی گئی ہیں، جو کہ عرش کے نیچے پڑے

ہوئے خزانے میں سے ہیں، یہ آیات مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔“

قسم بہ خدا! ان آیات کی تو یہی فضیلت بہت زیادہ تھی کہ یہ عرش کے نیچے پڑی

ہوئی ہیں، لیکن اس پر مستزاد یہ کہ ان آیات کو ”خزانہ“ بھی قرار دے دیا گیا، جو کہ بلاشبہ ان کے بہت زیادہ فضیلت کی حامل ہونے پر دلیل ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((اقْرَأِ الْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقْرَةِ، فَإِنِّي أُعْطِيْتُهُمَا مِنْ تَحْتِ

الْعَرْشِ)) ﴿٣﴾

”سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات پڑھا کرو، کیونکہ یہ مجھے عرش کے نیچے سے دی

گئی ہیں۔“

﴿١﴾ المعجمہ: خبير للطبراني: ٢٣٧/٨-المستدرک للحاكم: ١٨٦١- صحیح الجامع

للألبانی: ٩٧٩ --- مستدرک حاکم کی حدیث نمبر 1866 میں ان کی وضاحت مذکور ہے کہ سورۃ البقرۃ میں جو اسم

اعظم ہے وہ آیۃ الکرسی ہے، سورۃ آل عمران میں جو اسم اعظم ہے وہ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ ہے اور سورۃ طہ میں جو اسم اعظم ہے وہ ﴿وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْبَاقِي الْقَيُّومِ﴾ ہے۔ (مترجم)

﴿٢﴾ مسند أحمد: ٢٣٢٥١ صحیح الجامع للألبانی: (١٠٦٠).

﴿٣﴾ مسند أحمد: ١٧٣٢٤- المعجم الكبير للطبراني: ١٧٢٨٣- صحیح الجامع للألبانی: ١١٧٢

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

بَيْنَمَا جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزَلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ، وَقَالَ: أَبَشِّرْ بِنُورَيْنِ أَوْتِيَهُمَا لَمْ يُؤْتِيَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيَتْهُ. ﴿١﴾

”جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران انہوں نے اوپر سے زوردار آواز سنی۔ پھر انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو فرمایا: یہ آسمان کا دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے، آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس سے ایک فرشتہ نازل ہوا ہے۔ فرمایا: یہ فرشتہ زمین کی جانب اتر رہا ہے اور آج سے پہلے یہ کبھی زمین پر نہیں اترتا۔ اس فرشتے نے آ کر سلام کیا اور کہا: آپ کو دونوں کی بشارت ہو، جو آپ ہی کو دیے گئے ہیں اور وہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ (ایک) سورۃ الفاتحہ اور (دوسرا) سورۃ البقرۃ کی آخری آیات۔ ان دونوں سورتوں کا جو بھی حرف آپ پڑھیں گے اس پر آپ کو ثور عطا کیا جائے گا۔“

حافظ عمر بزار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ صبح کے اذکار کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک بار بار سورۃ الفاتحہ ہی پڑھتے رہتے تھے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ سُورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثَلَاثُونَ آيَةً، شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى عُفِرَ لَهُ، وَهِيَ: ﴿تَبْرَكَ الَّذِي يَدْعُوهُ الْمَلِكُ﴾)) ﴿٢﴾

﴿١﴾ صحیح مسلم: ۸۰۶۔

﴿٢﴾ سنن أبی داود: ۱۴۰۰۔ سنن الترمذی: ۲۸۹۱۔ سنن ابن ماجہ: ۳۷۸۶۔ مسند أحمد:

”قرآن کی ایک سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں، وہ آدمی کی سفارش کرے گی، یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے گا۔ وہ سورۃ الملک ہے۔“

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((اِقْرَأْ وَالْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ، اِقْرَأْ وَالزَّهْرَاوَيْنِ: الْبَقْرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا عَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا عَيَّائَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافٍ، تُحَاجَّجَانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اِقْرَأْ وَسُورَةَ الْبَقْرَةَ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَهٌ، وَتَرْكُهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطْلَةُ)) ❶

”قرآن پڑھا کرو؛ کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گا۔ تم دو چمکدار، روشن سورتیں، بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو؛ کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی کہ گویا بادل کے دو ٹکڑے ہوں گی، یا دو چھتریاں ہوں گی یا صف باندھ کر اڑنے والے پرندوں کے دو جھنڈ ہوں گے جو اپنے پڑھنے والے (کی مغفرت اور شفاعت) کے بارے میں جھگڑا کریں گے۔ تم سورۃ البقرہ پڑھا کرو؛ کیونکہ اس کا پڑھنا برکت ہے، اس کا چھوڑنا باعثِ فسوس ہے، اور جاوگدگراس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ، وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ تَعْدِلُ رُبْعَ الْقُرْآنِ)) ❷

”سورۃ الاخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے اور سورۃ الکافرون ایک چوتھائی

❶ صحیح مسلم: ۸۰۴۔

❷ صحیح مسلم: ۸۱۱۔

قرآن کے برابر ہے۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَقَدْ أَنْزَلْتُ عَلَى اللَّيْلَةِ سُورَةً لَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَرَأْتُ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾)) ❶

”آج رات مجھ پر ایسی سورت نازل کی گئی ہے جو مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی وہ مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے)۔ پھر آپ نے پڑھا: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ (یعنی وہ سورۃ الفتح ہے)۔“

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ مِثْلَ أُمَّ الْقُرْآنِ، وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي، وَهِيَ مَقْسُومَةٌ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ)) ❷

”اللہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل میں ام القرآن (یعنی سورۃ الفاتحہ) جیسی سورت نازل نہیں فرمائی۔ یہ بار بار پڑھی جانے والی سات آیات ہیں اور (اللہ فرماتا ہے کہ) یہ سورت میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم کی گئی ہے اور میرے بندے کو وہ سب ملے گا جو وہ مانگتا ہے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ مَا

❶ صحیح البخاری: ۵۰۱۵۔

❷ سنن الترمذی: ۳۱۲۵۔ سنن النسائی: ۹۱۴۔ مسند أحمد: ۲۱۰۹۴۔ صحیح الجامع

للألبانی: ۵۵۶۰۔

بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ)) ﴿١﴾

”جو شخص جمعے کے دن سورۃ الکہف پڑھتا ہے؛ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اگلے جمعے تک نور روشن فرمادیتا ہے۔“

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ)) ﴿٢﴾

”جو شخص جمعے کی شب کو سورۃ الکہف پڑھتا ہے؛ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے اور بیت اللہ کے درمیان (فاصلے جتنا) نور روشن فرمادیتا ہے۔“

سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ حَتَّى يَخْتِمَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ ، بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ)) ﴿٣﴾

”جو شخص دس مرتبہ مکمل سورۃ الاخلاص پڑھتا ہے؛ اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک محل بنا دیتا ہے۔“

ان چند احادیث کو ہم نے کتاب کی زینت اس لیے بنایا ہے تاکہ ذکر الہی اور تلاوت قرآن کا ذوق و شوق رکھنے والے لوگوں میں مزید ترغیب پیدا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظمت یافتہ امور کو خود بھی عظمت دے کر اللہ کے ہاں سے بیش بہا اجر و انعام کے مستحق ٹھہریں۔



﴿١﴾ المستدرک للحاکم: ۳۳۹۲۔ صحیح الجامع للألبانی: ۶۴۷۔

﴿٢﴾ سنن الدارمی: ۳۴۰۷۔ صحیح الجامع للألبانی: ۶۴۷۱۔

﴿٣﴾ مسند أحمد: ۱۰۶۱۰۔ صحیح الجامع للألبانی: ۶۴۷۲۔

## تکمیل قرآن کی مدت

قرآن کتنی مدت میں مکمل کرنا چاہیے؟ اس بارے میں چند ایک روایات یہاں رقم کی جا رہی ہیں جن سے اس مسئلے کی بہ خوبی وضاحت ہو جائے گی۔  
کم از کم تین دن

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

أُنْكحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كِتْمَهُ، فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْضِهَا، فَتَقُولُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا، وَلَمْ يَقْتَسِ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((الْفَنَى بِهِ))، فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ، فَقَالَ: ((كَيْفَ تَصُومُ؟)) قَالَ: كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: ((وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟)) قَالَ: كُلَّ لَيْلَةٍ، قَالَ: ((صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ، وَاقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ))، قَالَ: قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ))، قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: ((أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا)) قَالَ: قُلْتُ: أَطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: ((صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ، صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً)) فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ أَنِّي كَبُرْتُ وَضَعُفْتُ، فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَيَّ بَعْضَ أَهْلِهِ السَّبْعَ مِنَ الْقُرْآنِ

بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرُوهُ يَغْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ، لِيَكُونَ أَخْفَ عَلَيْهِ  
بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى، وَصَامَ  
مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتْرَكَ شَيْئًا، فَارَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَلَيْهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: فِي ثَلَاثٍ وَفِي  
خَمْسِينَ وَأَكْثَرُهُمْ عَلَى سَبْعٍ. (۱)

میرے والد نے میرا نکاح ایک خاندانی عورت سے کر دیا اور وہ ہمیشہ اپنی بہو کی  
خبر گیری کرتے رہتے اور اس سے اس کے شوہر کا حال دریافت کرتے رہتے  
تھے۔ وہ کہتی کہ میرا شوہر اچھا آدمی ہے لیکن جب سے میں اس کے نکاح میں  
آئی ہوں اس نے اب تک میرے بستر پر قدم نہیں رکھا اور نہ کبھی میرے کپڑے  
میں ہاتھ ڈالا ہے۔ جب بہت سے دن اسی طرح گزر گئے تو میرے والد نے  
نبی ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ نے فرمایا: ”مجھ سے اس کی ملاقات  
کراؤ۔“ چنانچہ اس کے بعد میں نے آپ سے ملاقات کی تو آپ ﷺ نے مجھ  
سے پوچھا: ”تم روزے کیسے رکھتے ہو؟“ میں نے کہا: میں تو روزانہ ہی روزے  
سے ہوتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”قرآن مجید کس طرح ختم  
کرتے ہو؟“ میں نے عرض کیا: ہر رات قرآن مجید ختم کرتا ہوں۔ آپ ﷺ  
نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرو اور ہر مہینے میں ایک بار قرآن ختم  
کیا کرو۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے  
فرمایا: ”ہر ہفتے میں تین روزے رکھ لیا کرو۔“ میں نے عرض کیا: میں اس سے  
زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو دن روزہ چھوڑا کرو اور  
ایک دن رکھ لیا کرو۔“ میں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔  
آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر وہ افضل روزے رکھو جو حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے

ہیں (یعنی) ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن چھوڑا کرو، اور سات دن میں ایک بار قرآن ختم کیا کرو۔“ (سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:) کاش! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیتا کیونکہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ بہر حال سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے کسی فرد کو قرآن کا ساتواں حصہ سنا دیتے تھے اور جو وہ پڑھتے؛ دن کے وقت اس کا دور کر لیتے تھے تاکہ رات کو پڑھنے میں آسانی رہے اور جب قوت حاصل کرنا چاہتے تو چند دن روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تھے اور ان دنوں کو شمار کر لیتے تھے، پھر ان دنوں کے برابر روزے رکھ لیتے کیونکہ وہ اس بات کو ناپسند سمجھتے تھے کہ وہ ایسا عمل ترک کریں جس پر پابندی کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض راویوں نے تین دن میں اور بعض نے پانچ دن میں قرآن ختم کرنے کا ذکر کیا ہے لیکن بیشتر روایات سات راتوں میں قرآن ختم کرنے کی ہیں۔“

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا ابو ذر وغیرہ رضی اللہ عنہم سے بھی تین اور پانچ راتوں میں قرآن مکمل کرنے کی روایات منقول ہیں۔ اسی اسناد کے ساتھ شعبہ نے سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، جس میں ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو) مسلسل فرماتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے تین دن میں قرآن مکمل کرنے کا حکم فرمایا۔

ہشام کی نقل کردہ روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا):

((فَأَقْرَأُهُ فِي كُلِّ ثَلَاثٍ))

”ہر تین دن میں قرآن مکمل کرو۔“

یزید بن عبداللہ بن الشحیر کے طریق سے سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی مروعا مروی ہے کہ:

((لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ))

”وہ شخص قرآن کو سمجھ نہیں پاتا جو تین دن سے کم مدت میں پڑھ لیتا ہے۔“  
 ایک اور طریق سے منقول سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت اس کی شاہد ہے کہ  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( اِقْرَأْ وَالْقُرْآنَ فِي سَبْعٍ ، وَلَا تَقْرَأْ وَهُ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ ))  
 ”قرآن کو سات دن میں (کامل) پڑھا کرو اور تین دن سے کم میں نہ پڑھا  
 کرو۔“

طیب بن سلیمان، عمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:  
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ  
 ثَلَاثٍ .

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم نہیں کیا کرتے تھے۔“

امام احمد، ابو عبید اور اسحاق بن راہویہ رضی اللہ عنہم نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے، نیز بہت  
 سے اسلاف سے بھی یہی ثابت ہے کہ وہ اس مدت سے کم میں قرآن مکمل نہیں کیا کرتے تھے۔

### مختلف اعتبار سے مختلف حکم

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس مسئلے کا حکم افراد کے اعتبار سے مختلف ہوگا۔ اگر کوئی  
 شخص معانی و مفہیم کو سمجھ کر اور غور و خوض کر کے پڑھتا ہے تو اسے اتنی مدت میں ہی قرآن  
 مکمل کرنا چاہیے جس میں اس کو مقصود حاصل ہو سکے۔ اسی طرح جو شخص علمی مشغولیت یا کسی  
 دینی ذمہ داری کی وجہ سے زیادہ وقت نہ نکال پاتا ہو تو اس کے لیے بھی رخصت ہے کہ وہ جتنی  
 مدت میں آسانی سے قرآن مکمل کر سکے اتنی میں ہی کر لے۔ البتہ جس شخص کی کوئی مصروفیت  
 بھی نہ ہو اور اس نے تفکر و تدبر کے ساتھ بھی نہ پڑھنا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ کم از کم مدت (جو  
 کہ تین دن سے کم نہ ہو) میں ضرور قرآن مکمل کرے، البتہ اس میں بھی یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ  
 وہ ایسی جلدی میں قرآن نہ پڑھے کہ نہ تو وہ اعراب و کلمات کو صحیح طور پر ادا کرے اور نہ ہی

اس کے معانی و مفاہیم پر غور کرے۔

اس ممانعت سے مراد حرمت نہیں

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تین دن سے کم مدت میں قرآن مکمل کرنے کی ممانعت سے ایسا کرنا حرام نہیں ٹھہرتا، جیسا کہ اس مسئلے سے متعلقہ دیگر امور میں جو اُمرواقع ہوئے ہیں ان سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ بعض اہل ظاہر نے تین دن سے کم مدت میں قرآن مکمل کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس مسئلے میں کوئی مقدار اور مدت متعین نہیں ہے بلکہ یہ ہر آدمی کی استطاعت، رغبت اور اہتمام کے مطابق ہے، چنانچہ لوگوں اور کیفیتوں کے مختلف ہونے کے اعتبار سے اس کا حکم بھی مختلف ہوگا۔ واللہ اعلم

کچھ اہل علم نے اس کو کراہت پر محمول کیا ہے، جیسا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت پر تعلق لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

صحیح بات یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین رات تک مقید کیا ہے اور اس سے کم مدت میں ختم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حکم اس وقت فرمایا تھا جب کچھ ہی قرآن نازل ہوا تھا، پھر اس فرمان کے بعد باقی قرآن بھی نازل ہو گیا تھا۔ لہذا ممانعت کا کم ترین مرتبہ یہ ہے کہ تین دن سے کم مدت میں قرآن مکمل کرنے کو کراہت پر محمول کیا جائے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسندیدہ سمجھا ہے البتہ حرام نہیں)۔ جو شخص اس مدت سے بھی کم میں قرآن مکمل کرتا ہے وہ نہ تو قرآن کو سمجھتا ہے اور نہ ہی اس میں غور و خوض کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھے اور کئی ہفتوں میں قرآن مکمل کرے تو اس کا یہ عمل نہایت فضیلت والا ہوگا، کیونکہ دین بہت آسان ہے۔ اللہ کی قسم! نماز تہجد میں قرآن کا ساتواں حصہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور اس کے ساتھ ساتھ سنن مؤکدہ، چاشت، تحیۃ المسجد اور اذکار و ادعیہ کا اہتمام کرنا، رضائے الہی کے لیے علم دین سیکھنے سکھانے میں مشغول رہنا، لوگوں کو نیک کاموں کی ترغیب دینا اور بے سمجھ لوگوں کو سمجھانا، نیز نہایت خشوع و طمانیت اور ایمان و انکساری کے ساتھ باجماعت

نمازوں کی ادائیگی کا التزام، کہاڑ سے اجتناب، دعاء و استغفار اور صدقے کی کثرت، صلہ رحمی، تواضع اور ان تمام امور میں اخلاص کا اہتمام کرنا یقیناً بہت عظیم کام ہے اور یہ ان ہی لوگوں کے اوصاف ہیں جو اللہ تعالیٰ کے متقی دوست ہیں۔ جب کوئی آدمی ان سارے امور کا بھی کامل خیال رکھتا ہو تو پھر وہ ایک دن میں قرآن کیسے مکمل کر سکتا ہے؟ ملاحظہ کیجیے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما جب بزرگی کی عمر کو پہنچ گئے تو فرمانے لگے: کاش! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا۔

جو شخص اپنے آپ کو اللہ کی بندگی اور مسنون اذکار کا پابند نہیں بناتا وہ بہت سی خیر و بھلائی سے محروم ہو جاتا ہے، کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہر ہر بات سے اپنی اُمت کی فکر اور غم خواری چھلکتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی فلاح و نجات کے لیے ہی ہر لمحہ کوشاں و پریشان رہتے تھے۔ اسی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو فضیلت کے حامل اعمال کی تعلیم دی، انہیں بے ناتہ رہنے اور رہبانیت اختیار کرنے سے منع فرمایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ماننے والوں کو مسلسل روزے رکھنے، بغیر افطاری کیے اگلا روزہ رکھ لینے، رات کا زیادہ تر حصہ قیام اللیل میں گزار دینے اور مشروع مرغوبات میں دلچسپی نہ لینے سے منع فرمانا اسی بات کی دلیل ہے کہ آپ اپنی اُمت کے لیے آسانی، بہتری اور بھلائی چاہتے رہتے تھے۔ اگر کوئی شخص ان امور کی معرفت نہ ہونے پر بھی کمال بندگی کا اہتمام کرتا ہے تو اس کا عدم معرفت کا عذر مقبول ہوگا لیکن اگر کوئی شخص ان سب امور کو جاننے کے باوصف بھی ان کی رعایت نہیں رکھتا تو وہ فضیلت سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ گویا خود کو دھوکے میں بھی رکھے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ ترین عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے؛ خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو احسن انداز میں اتباع کرنے کی توفیق دے اور ہمیں خواہشات کی زد میں آ کر اللہ و رسول کی مخالفت سے بچائے رکھے۔

## حدیث اور اس کی شرح

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ )) ❏

”وہ شخص قرآن کو سمجھ نہیں پاتا جو تین دن سے کم مدت میں پڑھ لیتا ہے۔“

امام ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تین دن سے کم مدت میں قرآن مکمل کرنے کی جو ممانعت وارد ہوئی ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کو عادت ہی بنا لیا جائے۔ جہاں تک فضیلت والے اوقات کی بات ہے، جیسا کہ کوئی شخص کسی اور علاقے سے مکہ میں آئے تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اس مبارک جگہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے وہاں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھے۔ امام احمد اور اسحاق وغیرہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ کا عمل بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ ❏

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صرف ماہ رمضان میں ساٹھ مرتبہ قرآن مکمل کیا کرتے تھے، اسی طرح قتادہ رحمۃ اللہ علیہ آخری عشرے میں روزانہ ایک مرتبہ قرآن مکمل کرتے تھے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک رات میں ایک قرآن مکمل کر لیتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(( مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ فَهُوَ رَاجِزٌ )) ❏

”جو شخص تین دن سے کم مدت میں قرآن پڑھتا ہے؛ وہ (قرآن نہیں بلکہ)

رجزیہ اشعار پڑھتا ہے۔“

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

❏ سنن ابی داؤد: ۱۳۹۰۔ سنن الترمذی: ۲۹۴۹۔ سنن ابن ماجہ: ۱۳۴۷۔

❏ لطائف المعارف لابن رجب، ص: ۱۹۱، ۱۹۲۔

❏ المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۴۲/۹۔

(( هَذَا كَهَذَا الشَّعْرِ، وَنَشْرًا كَثِيرَ الدَّقْلِ )) ❦

”وہ اس طرح تیز پڑھتا ہے جیسے تیز تیز شعر پڑھے جاتے ہیں اور وہ قرآن کے لفظ اس طرح پھیلتا ہے جیسے ڈالی ہلانے سے سوکھی کھجوریں گرتی ہیں۔“  
ہَذَا کا لفظی مطلب ہے کہ اس طرح تیزی سے پڑھنا کہ الفاظ و کلمات پوری طرح واضح نہ ہوں۔

ابن وہب بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: اگر کوئی شخص محصور ہو تو کیا وہ ایک رات میں قرآن مکمل پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس سے بہتر بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ (کیونکہ قید میں اور تو کوئی مصروفیت ہی نہیں ہوتی) بلاشبہ قرآن تمام بھلائیوں کا سرچشمہ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ایک ایسے شخص نے بتلایا جو ماہ رمضان میں عمر بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا، کہ میں انہیں ہر رات قرآن شروع کرتے سنا کرتا تھا۔ ❦  
اسلاف کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف اعمال

اسلاف رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت دو ماہ میں قرآن مکمل کیا کرتی تھی، جبکہ کچھ بزرگان ایک ماہ میں قرآن کی تکمیل کرتے تھے، کچھ دس راتوں میں ختم کر لیا کرتے تھے، کچھ آٹھ راتوں میں اور کچھ سات راتوں میں قرآن کی تکمیل کیا کرتے تھے۔ اکثر اسلاف کا یہی معمول تھا۔ لیکن بعض ایسے بھی تھے جو چھ، پانچ اور چار راتوں میں قرآن ختم کرتے تھے اور بہت سوں کا معمول تین راتوں میں قرآن کی تکمیل ہوتا تھا۔ نیز ایسے بھی اصحاب سعادت موجود تھے جو ایک دن اور ایک رات میں ایک مرتبہ مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس پر بھی مستزاد یہ کہ کچھ ایسے بھی عالی ہمت لوگوں کا ذکر ملتا ہے جو ایک دن میں دو مرتبہ اور کچھ تین مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔ ان سب سے بلند تر عزم و ہمت اور شدید تر ذوق و شوق والے بعض ایسے

❦ السنن الكبرى للبيهقي: ٤٦٩١ .

❦ شعب الإيمان للبيهقي: ١٤٧/٥ .

اصحاب بھی تھے جو ایک روز میں آٹھ آٹھ مرتبہ قرآن مکمل کیا کرتے تھے، چار مرتبہ دن کے اوقات میں اور چار مرتبہ رات کے اوقات میں۔ سبحان اللہ!

شب و روز میں آٹھ مرتبہ قرآن ختم کرنے والے اصحاب سعادت میں السید ابن الکاتب الصوفی کا نام آتا ہے۔

السید احمد الدورقی؛ بہت زیادہ عبادت گزار تابعی منصور بن زاذان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ وہ ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں ایک مرتبہ مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے، اسی طرح مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی ایک مرتبہ مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ نیز ماہ رمضان میں وہ مغرب و عشاء کے درمیان دو مرتبہ قرآن مکمل اور کچھ زائد بھی پڑھ لیتے ہوتے تھے، یہ اصحاب ماہ رمضان میں عشاء کو مؤخر کر کے پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ رات کا ایک چوتھائی حصہ گزر جاتا۔

ابن ابی داؤد صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام مجاہد رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

جہاں تک ان مبارک ہستیوں کی بات ہے جو ایک رکعت میں یا ایک دن میں مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے؛ ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ شمار سے باہر ہے۔ ان میں سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ قابل ذکر ہیں، یہ اصحاب کرام کعبے میں ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک دن اور رات میں قرآن ختم کرنے والوں میں امام شافعی، امام مجاہد اور دیگر کئی ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام آتا ہے۔

منصور بیان کرتے ہیں کہ علی اللازدی رضی اللہ عنہ ماہ رمضان کی ہر رات کو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ ابراہیم بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی بیٹھے بیٹھے مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

ایک دن میں تین مرتبہ قرآن ختم کرنے والے اصحاب میں سلیم بن عتر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو خلافت معاویہ میں مصر کے قاضی تھے۔ ان کے متعلق ابن ابی داؤد بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک

رات میں چار مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ابو عمر الکندی نے اپنی کتاب ”قضاة مصر“ میں لکھا ہے کہ یہ ایک ہی رات میں چار مرتبہ قرآن مکمل کیا کرتے تھے۔

جو اصحاب ایک سے زائد ہفتوں میں قرآن مکمل کیا کرتے تھے ان کی تعداد تو شمار سے ہی باہر ہے۔ ان میں سے چند جلیل القدر اصحاب یہ ہیں: صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا زید بن ثابت اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم، اور تابعین عظام میں سے عبدالرحمان بن زید، علقمہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم۔

### مختار اور محتاط موقف

مختار اور محتاط موقف یہی ہے کہ اس مسئلے کا حکم مختلف اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہے۔ جس شخص نے خوب غور و خوض کر کے اور قرآن کے لطائف و معارف کو جان کر پڑھنا ہو تو اسے اتنی مدت میں ہی مکمل کرنا چاہیے جتنی مدت میں اس کو اس کا مقصود کامل طور پر حاصل ہو سکے۔ اسی طرح جس شخص کی تعلیم و تعلم کی، یا مسلمانوں کے معاملات نمٹانے کی، یا اس کے علاوہ کوئی دینی، شرعی یا معقول مشغولیت ہو تو اسے بھی تلاوت قرآن کو اتنا ہی وقت دینا چاہیے جس سے اس کی ذمہ داری پر کوئی حرج واقع نہ ہوتا ہو اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں کوئی خلل نہ آتا ہو۔

البتہ جس کا شمار مذکورہ اقسام کے اشخاص میں نہ ہوتا ہو اسے چاہیے کہ جس قدر ممکن ہو سکے اتنا ہی زیادہ تلاوت قرآن کو وقت دے، البتہ تھکاوٹ اور اکتاہٹ کی کیفیت پیدا نہ ہونے پائے اور نہ ہی اس طرح تیزی سے قرآن کو پڑھے کہ اس کے الفاظ و کلمات ہی سمجھ میں نہ آئے۔

### ایک اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی یہ کہے کہ بعض تو اس قدر محنت طلب امور ہیں کہ ان کا وقوع بھی ممکن نہیں لگتا، جیسا کہ ایک دن اور ایک رات میں آٹھ مرتبہ قرآن مکمل کرنا اور اسی طرح ایک رات میں

التبیان فی آداب حملة القرآن، ص: ۱۱، ۱۲۔ الأذکار للنووی، ص: ۹۵، ۹۶۔

ایک ہزار رکعات پڑھنا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے امور کا وقوع ناممکن نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔ یہ عام لوگوں کی نگاہ میں تو ناممکن ہو سکتے ہیں مگر اللہ والوں کی نظر میں یہ بالکل ممکنات میں سے ہیں، کیونکہ انہیں رب تعالیٰ کی طرف سے خاص قوت اور ہمت حاصل ہوتی ہے جس کے بدولت وہ ان اعمال کے عامل بن جاتے ہیں۔ ایسے امور کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو کرامات کے صدور کا منکر ہو۔ پھر ان اعمال کے عامل اور ان صفات سے متصف اصحاب کا تذکرہ کرنے والے ایسے لوگ نہیں ہیں کہ جو معتمد یا قابلِ حجت نہ ہوں بلکہ وہ اُمت مسلمہ کے ائمہ و اسلاف ہیں، ان کے ستودہ صفات ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ دین کے اہم امور میں اُمت مسلمہ ان کے اقوال و آراء کی طرف رجوع کرتی ہے اور ان کے موقف کو استنادی حیثیت دی جاتی ہے، جیسا کہ امام ابن کثیر، امام ابی نعیم، امام سمعانی، امام ابن حجر الحسکی، حافظ ابن حجر العسقلانی، امام سیوطی، ملا علی القاری، شمس الائمہ کردی، امام نووی اور شیخ الاسلام امام ذہبی وغیرہ رحمہم اللہ۔

کیا یہ ممکن ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں کوئی ایسا واقعہ یا ایسی روایت نقل کی ہو جس کو بیان کرنے والا کوئی جھوٹا شخص ہو؟ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، کیونکہ یہ ائمہ کرام تحریر و تالیف کے معاملے میں نہایت احتیاط برتا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ بھی لکھا ہے اس کا مناقشہ نہیں کیا جاتا۔ اگر آپ کو پھر بھی شک ہو تو طبقات کی کتابوں میں ان کے حالات پڑھیے، ان کتابوں کے اوراق میں آپ پر ان ائمہ کے صدق و ثقاہت کے عجب تذکرے منکشف ہوں گے۔

اگر اس طرح کے شک کو معتبر سمجھا جانے لگے تو پھر تو تاریخ اور اسماء الرجال کی کتابوں پر سے لوگوں کا یقین ہی اٹھ جائے گا۔ پھر بھی اگر کوئی اس بارے میں شک کا شکار ہوتا ہے تو بلاشبہ وہ تعصب میں مبتلا ہے، ایسا شخص حدِ خطاب سے خارج ہے اور وہ صرف ڈانٹ اور سزا کے ہی لائق ہے۔ ❦

❦ إقامة الحجة على أن الاكثار في التعمد ليس ببدعة، لأبي الحسنات اللكنوي، ص:

۱۰۱-۱۰۳.

## آداب تلاوت

تلاوت قرآن کے باب میں بلند ہمتی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ تلاوت کے ظاہری اور باطنی آداب کا خیال رکھا جائے۔

ظاہری آداب:

تلاوت قرآن سے پہلے (استحباباً) وضو کرنا، قبلہ رخ ہونا، ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور رونا تلاوت کے ظاہری آداب میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيَخْرُودْنَ لِأَلَّاذْقَانٍ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝﴾ [الإسراء: ۱۰۹]

”وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے مل کر پڑتے ہیں اور قرآن ان کے خشوع میں

اضافہ کرتا ہے۔“

اسی طرح آیات کی مناسبت کا خیال رکھنا بھی آداب میں سے ہے، چنانچہ جب بندہ سجدے کی آیت پڑھے تو سجدہ کرے، تلاوت کے شروع میں تعوذ پڑھے اور خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَا أَدْنَى اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَدْنَى لِنَبِيٍّ حَسَنَ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى

بِالْقُرْآنِ، يَجْهَرُ بِهِ))

”اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی چیز پر اس قدر کان نہیں دھرا جتنا کسی ایسے خوش آواز نبی (کی آواز) پر کان دھرا جس نے خوش الحانی سے قراءت کی۔“

اور اسی طرح فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ)) ﴿۱﴾

”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوبصورتی کے ساتھ نہ پڑھے۔“

نیز آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

((أَحْسَنُ النَّاسِ قِرَاءَةَ الَّذِي إِذَا قَرَأَ رَأَيْتَ أَنَّهُ يَخْشَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ)) ﴿۲﴾

”تمام لوگوں سے اچھا پڑھنے والا وہ شخص ہے کہ جو (قرآن) پڑھے تو تمہیں یوں نظر آئے جیسے وہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔“

### باطنی آداب:

باطنی آداب دس ہیں، جو کہ ذیل میں مرقوم ہیں:

- ① اصل کلام کو سمجھنا
- ② متکلم، یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس
- ③ حضور قلبی
- ④ قرآن میں تدر اور غور و فکر
- ⑤ سمجھنے کی کوشش کرنا
- ⑥ فہم کی راہ میں رکاوٹ بننے والی چیزوں سے دُور رہنا
- ⑦ خود کو قرآن کا مخاطب سمجھنا
- ⑧ قرآن کا اثر لینا
- ⑨ درجہ بہ درجہ بہتر کیفیت کی طرف جانا
- ⑩ خود پسندی سے دُور رہنا۔

﴿۱﴾ صحیح البخاری: ۷۵۲۷۔

﴿۲﴾ شعب الإيمان للبيهقي: ۱۹۵۸۔ صحیح الجامع للآلبانی: ۱۹۴۔

### ﴿ اصل کلام کو سمجھنا: ﴾

اس سے مراد یہ ہے کہ کلام کی عظمت اور بلندی کو سمجھا جائے، اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر جو فضل و کرم ہے، جس طرح اس نے اپنا کلام سمجھایا ہے اور قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے، ان سارے انعامات پر غور کرے، اگر اللہ کا اپنے بندوں پر کرم نہ ہوتا تو عرش یا زمین کچھ بھی اللہ کے کلام کے آگے نہ ٹھہر سکتا اور اللہ کی عظمت کے سبب ان دونوں کے درمیان موجود ہر شے فنا ہو جاتی، اگر اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو ثابت قدم نہ رکھتا تو وہ بھی اللہ کا کلام نہ سن سکتے، بالکل ویسے ہی کہ جیسے پہاڑ اللہ کی تجلی کو برداشت نہ کر سکا اور ریزہ ریزہ ہو کر رہ گیا۔

### ﴿ متکلم، یعنی اللہ کی عظمت کا احساس: ﴾

قاری کو تلاوت کے آغاز میں متکلم کی عظمت کا نقش اپنے دل پر جمانا چاہیے اور جان لینا چاہیے کہ جو کچھ وہ پڑھ رہا ہے، کسی انسان کا کلام نہیں ہے بلکہ اس ذات مقدس کا کلام ہے جو ہر جان دار اور بے جان شے کا خالق و مالک ہے۔

اللہ کے کلام کی تلاوت انتہائی حساس معاملہ ہے، اس کی عظمت کا احساس اللہ کے اس فرمان سے ہوتا ہے:

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ [الواقعة: ۷۹]

”اے صرف پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔“

جس طرح قرآن مجید کی ظاہری جلد اور ورق کو ہاتھ لگانے والا (استحباباً) اسے اس وقت تک نہیں چھو سکتا جب تک کہ پاک نہ ہو، اسی طرح اللہ کی عظمت و جلال کی وجہ سے اس کا باطنی معنی بھی دل پر اس وقت تک عیاں نہیں ہوتا جب تک کہ دل ہر برائی سے پاک نہ ہو اور جب تک تعظیم اور توقیر کے نور سے روشن نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عمرؓ بن ابی جہلؓ جب قرآن کھولتے تو اسے اپنے چہرے سے لگاتے اور فرماتے:

كِتَابُ رَبِّي، كِتَابُ رَبِّي. ۱۸



”میرے رب کی کتاب، میرے رب کی کتاب۔“

کلام کی تعظیم درحقیقت متکلم کی تعظیم ہے اور متکلم کی عظمت اس وقت تک دل میں جاگزیں نہیں ہو سکتی جب تک کہ اللہ کی صفات و افعال اور اس کے جلال پر غور نہ کیا جائے۔ اللہ کی صفات و افعال اور جلال پر غور کرنے ہی سے متکلم کی عظمت دل میں بیٹھ سکتی ہے اور پھر اس کے بعد کلام کی عظمت کا مرتبہ آئے گا۔

مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”صدیقین کو جب رحمن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے دل جھوم

اُٹھتے ہیں اور اس کے فضل کو پانے کے لیے ان کا شوق بڑھ جاتا ہے۔“

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ فرماتے:

”ذات مقدس عرش کے اوپر سے جو کچھ کہہ رہی ہے، اسے بغور سنو۔“

اس کے بعد آپ تلاوت شروع فرماتے۔

﴿۳﴾ حضور قلبی:

تلاوت کرتے ہوئے دل کا حضور اور کامل توجہ ہونا ضروری ہے۔ سلف صالحین رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے پوچھا گیا کہ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو دل میں کچھ خیالات آتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ”مجھے قرآن سے زیادہ کون سی چیز محبوب ہوگی کہ جس کا خیال جی میں آئے گا؟“

سلف صالحین جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں ان کا جی حاضر نہ ہوتا تو اس آیت کو دوبارہ دوہراتے۔

حضور قلبی کی یہ کیفیت تب پیدا ہوتی ہے جب پہلے سے دل میں تعظیم موجود ہو کیونکہ تعظیم کرنے والا جس کلام کو پڑھتا ہے اور اس سے اُنس حاصل کرتا ہے، اس کلام سے اس کا دل غافل نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ قرآن میں دل کے اُنس کا مکمل سامان موجود ہے بشرطیکہ تلاوت کرنے والا واقعی اس کا اہل ہو۔

اگر ایک آدمی خود کسی مرغزار اور گلستان میں موجود ہو؛ وہ کسی دوسری شے کے خیال سے کیسے سکون پاسکتا ہے؟ جو شخص سبزہ زاروں سے سکون حاصل کرتا ہے؛ وہ اس دوران کسی دوسری شے پر غور نہیں کرتا۔ اسی پیرائے میں فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

كَفَى بِاللَّهِ مَوْجِبًا، وَبِالْقُرْآنِ مَوْنِسًا، وَبِالْمَوْتِ وَأَعْظَمًا، اتَّخِذِ  
اللَّهُ صَاحِبًا وَدَعِ النَّاسَ جَانِبًا.

”مجت کرنے کے لیے اللہ، اُس کرنے کے لیے قرآن اور نصیحت کے لیے موت ہی کافی ہے۔ اللہ کو اپنا ساتھی بنا لو اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دو۔“

اسی طرح ان کا یہ بھی قول ہے کہ:

مَنْ لَمْ يَسْتَأْذِنْ بِالْقُرْآنِ فَلَا أُنْسَ اللَّهُ وَحَشَّتَهُ.

”جو شخص قرآن سے اُس حاصل نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کی تہائی کو کبھی اُس سے نہیں بدلتا۔“

ذوالنون رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اللہ کا اُس کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

أَلْعِلْمُ وَالْقُرْآنُ.

”علم اور قرآن۔“

یہ قول شاعر:

وَلَقَدْ جَعَلْتَنكَ فِي الْفُؤَادِ مُحَدَّثِي

وَأَبَخْتُ جِسْمِي مَنْ أَرَادَ جُلُوسِي

فَالجِسْمُ مِنِّي لِلجَلِيسِ مُوَانِسُ

وَحَيِّبُ قَلْبِي فِي الْفُؤَادِ أُنَيْسِي

”میں نے تجھے اپنے دل میں بٹھا کر تجھ سے باتیں کیں اور اپنے جسم کو اس کے

لیے چھوڑ دیا جو میرے ساتھ بیٹھنا چاہتا تھا۔ اب میرا جسم بھلے ہی ساتھ بیٹھے

ہوئے آدمی کے پاس ہے لیکن میرے دل کا محبوب دل ہی میں میرا مونس ہے۔“

محمد بن واسع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الْقُرْآنُ بُسْتَانُ الْعَارِفِينَ ، فَأَيْنَمَا حَلُّوا مِنْهُ حَلُّوا فِي رِيَاضِ نَضْرَةٍ .

”قرآن عارفین کا گلستان ہے، اس کے جس مقام پر بھی یہ پڑاؤ ڈالیں، ایک باغیچے ہی میں پڑاؤ ڈالیں گے۔“

قرآن میں کس قدر میدان، گلستان، محلات، ڈلہنیں، ریشم کے ملبوسات، باغیچے اور کوٹھیاں موجود ہیں۔ اگر پڑھنے والا میدانوں میں داخل ہو جائے، باغوں میں میوے توڑے، محلات میں قدم رکھ لے، ڈلہنوں کے پاس موجود ہو، ریشم کے ملبوسات پہنے، باغیچوں میں گلگشت کرے اور کوٹھیوں کے کمروں میں رہائش پذیر ہو جائے تو وہ اسی میں منہمک ہو جاتا ہے اور دوسری ہر شے کو فراموش کر دیتا ہے، پھر نہ اس کا دل غافل ہوتا ہے اور نہ اس کی فکر منتشر ہوتی ہے۔

﴿قرآن میں تدبیر اور غور و فکر:﴾

یہ حضور قلبی سے اگلا درجہ ہے، کیونکہ دل کو حاضر رکھنے والا بعض اوقات قرآن پر غور نہیں کر رہا ہوتا بلکہ اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ سے قرآن سن تو رہا ہوتا ہے لیکن اس پر غور نہیں کر رہا ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قیام فرما رہے تھے تو آپ یہ آیت پڑھنے لگے اور اسے مسلسل دوہراتے رہے:

﴿إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۗ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ [المائدة: ۱۱۸]

”(اے اللہ!) اگر تو انہیں عذاب دے گا تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔“

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رات مسلسل قیام میں یہی آیت پڑھتے رہے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا الشَّيْءَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءًا مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥٩﴾﴾

[الجاثية: ٥٩]

”کیا اپنی برائیوں سے گھائل ہو جانے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے جن کی زندگی اور موت یکساں ہے۔ بہت ہی برا ہے وہ فیصلہ جو یہ کرتے ہیں۔“

اسی طرح حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ پوری رات یہی آیت دوہراتے رہے:

﴿وَأَمَّا أَنتَ وَالْيَوْمَ آيَئُهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾﴾ [یس: ٥٩]

”اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ۔“

امام ابو حازم رضی اللہ عنہ سے محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ نے ایک بار رات بھر روتے رہنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس آیت نے زلا دیا تھا:

﴿وَبَدَأَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾﴾ [الزمر: ٤٧]

”اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ کچھ ظاہر ہوگا جس کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔“

سلف صالحین رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا قول ہے:

”کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میں کوئی سورت شروع کرتا ہوں تو جو کچھ اس کے اندر

دیکھتا ہوں؛ وہ مناظر مجھے طلوع فجر تک اس سورت سے فارغ نہیں ہونے دیتے۔“

ایک اور کا قول ہے:

”ایسی آیت جسے میں سمجھ کر نہ پڑھوں اور نہ ہی میرا دل اس میں حاضر ہو، میں

اس کا کوئی ثواب شمار نہیں کرتا۔“

ابو سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”بعض اوقات میں کوئی آیت پڑھتا ہوں تو مسلسل چار یا پانچ راتیں اسی پر ٹھہرا

رہتا ہوں، اگر میں اس آیت سے اپنا خیال منقطع نہ کروں تو کسی دوسری آیت کی طرف نہ جاسکوں۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴾ [محمد: ۲۴]

”کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔“

﴿ سمجھنے کی کوشش کرنا: ﴿﴾

ابو تراب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَمِنَ الدَّلَائِلِ أَنْ يُرَى مُتَفَهِّمًا

لِكَلَامٍ مَنْ يَحْظِي لَدَيْهِ السَّائِلُ ﴿﴾

”نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس ذات کے کلام کو سمجھنے کی کوشش کی

جائے جس کے ہاں کوئی بھی سائل محروم نہیں رہتا۔“

یعنی ہر آیت سے اس کے مناسب مفہم اخذ کرے کیونکہ قرآن کریم اللہ کی صفات و افعال، احوال انبیاء، جہلانے والوں کے انجام و واقعات، اوامر و نواہی اور جنت و جہنم کے تذکرے سے لبریز ہے۔

جو شخص اگلوں پچھلوں کا علم حاصل کرنا چاہے؛ اسے چاہیے کہ قرآن پر غور کرے۔ قرآن کریم کے علوم میں سب سے بڑا علم اللہ کے اسماء و صفات کی پہچان ہے کیونکہ اکثر مخلوق ان کو محض اپنے اپنے فہم کی حد تک ہی سمجھ سکی ہے جبکہ ان کی گہرائیوں تک اس کی رسائی نہیں ہو سکی۔

﴿ فہم کی راہ میں رکاوٹ بننے والی چیزوں سے ڈور رہنا: ﴿﴾

بہت سے لوگ قرآن کے معانی کو سمجھنے سے ان پردوں کی وجہ سے محروم رہتے ہیں جو شیطان نے ان کے دلوں پر ڈال دیے ہیں، یوں اسرار قرآن کے عجائب ان کی نگاہوں سے

اوجھل رہتے ہیں۔

فہم کی راہ میں حائل رکاوٹیں تین ہیں: ایک تو یہ کہ آدمی کی توجہ محض حروف کی تحقیق پر مرکوز رہے۔ ایسے آدمی پر معافی کیسے منکشف ہو سکتے ہیں!؟

دوسری یہ کہ آدمی کسی خاص مذہب کا مقلد ہو اور وہ تقلید ہی کے ذریعے اس تک پہنچا ہو۔ تیسری یہ کہ آدمی کسی گناہ پر جما ہوا ہو، یا متکبر ہو یا کسی خواہش میں مبتلا ہو اور یوں وحی اور فہم قرآن کی برکت سے محروم رہ جائے، کیونکہ فہم اور تذکیر کے لیے توجہ اور انہماک شرط ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ﴾ [المؤمن: ۱۳]

”نصیحت وہی حاصل کرتا ہے جو کامل توجہ رکھے۔“

اور فرمایا:

﴿تَبْصِرًا وَذِكْرًا لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ﴾ [ق: ۸]

”یہ (قرآن) ہر انابت والے کے لیے بصیرت اور نصیحت کا سامان ہے۔“

﴿خود کو قرآن کا مخاطب سمجھنا:

اس سے مقصود یہ ہے کہ آدمی قرآن کی ہر ندا پر اپنے آپ کو ہی اصل مخاطب سمجھے، اگر کوئی امر یا نہی سنے تو سمجھے کہ اسی کو حکم دیا جا رہا ہے اور اسی کو منع کیا جا رہا ہے، اگر کوئی وعدہ یا وعید سنے تو بھی یہی سمجھے، اگر گزشتہ لوگوں کے قصے سنے تو سمجھے کہ قصہ بیان کرنا اصل مقصد نہیں ہے بلکہ اصل مقصد نصیحت پکڑنا ہے یعنی وہ سمجھے کہ ہر بات کا رُخ صرف میری جانب ہے، یہ خیال نہ کرے کہ یہ احکام دوسرے لوگوں کے لیے ہیں۔

محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ بَلَغَهُ الْقُرْآنُ فَكَانَ مَا كَلَّمَهُ اللَّهُ .

”جسے قرآن پہنچ گیا؛ گویا کہ خود اللہ نے اس سے کلام کر لیا۔“

ایک عالم کا قول ہے:

”قرآن دراصل ہمارے رب کی جانب سے آنے والے خطوط اور پیمان ہیں جن پر ہم نمازوں میں غور کرتے ہیں، خلوتوں میں انہیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے اعمال و افعال میں انہیں عملاً استعمال میں لاتے ہیں۔“

مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

”اے ایک سورت والو! اور اے دو سورتوں والو! اور اے قرآن کے حافظو! قرآن نے تمہارے دلوں میں کون سی فصل بوئی ہے؟ قرآن مومن کے دل کی بہار ہے، بالکل ویسے ہی جیسے بارش زمین کی بہار ہے۔ تو قرآن نے تمہارے دلوں میں کیا بویا ہے؟“

تقادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

”قرآن کے ساتھ ہم نشینی کرنے والا ہر آدمی فائدے یا نقصان میں سے ایک چیز لے کر ہی اٹھتا ہے، کیونکہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾

[الإسراء: ۸۲]

”یہ (قرآن) مومنوں کے لیے رحمت اور شفا ہے جبکہ ظالموں کو خسارے ہی میں زیادہ کرتا ہے۔“

◀ قرآن کا اثر لینا:

یعنی آیات کے مضامین کے مطابق پڑھنے والے کا دل بھی مختلف اثرات قبول کرے۔ ہر معنی اور مفہوم پر اس کے دل کی کیفیت اسی کے مطابق ہوتی چلی جائے۔ عذاب والی آیت پر اس کے دل میں ڈر پیدا ہو اور رحمت والی آیت پر اس کے جی میں آس اور اُمید اُٹد آئے۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ کی قسم! جو شخص صبح کے وقت ایمان کے ساتھ قرآن کی تلاوت کر لیتا ہے، اس کی بے چینی بڑھ جاتی ہے، خوشی کم ہو جاتی ہے، رونے میں اضافہ ہو جاتا

ہے، ہنسنا کم کر دیتا ہے، اس کی مصروفیت زیادہ ہو جاتی ہے اور عیاشی و بیکاری ختم ہو جاتی ہے۔“

طیب القلوب دہیب بن ورد رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

”ہم نے آثار اور مواظ کا جائزہ لیا ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قرآن کی تلاوت اور اس میں فہم و تدبر سے بڑھ کر کیف و سرور میں اضافہ کرنے والی کوئی دوسری شے نہیں۔“

اللہ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے جو جہنم کے تذکرے والی کوئی آیت پڑھتے ہیں تو یوں محسوس کرتے ہیں کہ جہنم کی چیخ چنگھاڑ ان کے کانوں سے ٹکرائی ہے۔ بہ قول شاعر:

مَبْنَعُ الْقُرْآنِ بِوَعْدِهِ وَوَعِيدِهِ

مُقَلَّ الْعُيُونِ بِسَلِيلِهَا لَا تَهْجَعُ

فِيهِمْ وَأَعْنِ الْمَلِكِ الْجَلِيلِ كَلَامَهُ

فَهَمَا تَذِلُّ لَهُ الرُّقَابُ وَتَخْضَعُ

”قرآن نے اپنے وعدے اور وعید کے ساتھ بہت ساری آنکھوں سے رات کی

نیند اڑا دی ہے۔ انہوں نے اپنے جلیل مالک کا کلام اس انداز سے سمجھا کہ جس

کے آگے گردنیں خم ہو جاتی ہیں۔“

اگر وہ کسی آیت کو پڑھتے جس میں جنت کا ذکر ہوتا تو یوں محسوس کرتے جیسے جنت میں شاد کام ہو رہے ہیں اور ان کے دل جنت کی نعمتوں کے لیے تڑپنے لگتے اور ان کے سینے ان کے اشتیاق سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ صالحین میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو عذاب کی آیتیں سن سن کر ہی فوت ہو گئے۔ جیسے علی بن فضیل رضی اللہ عنہ اور ذرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ کے واقعات ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر لوگوں کے واقعات بھی ہیں۔

ابن ابی جواری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مجھے قرآن کے قاریوں پر تعجب ہوتا ہے کہ انہیں نیند کیسے مزہ دیتی ہے؟ حالانکہ

ان کے پاس قرآن موجود ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کے پاس کیا شے موجود ہے تو خوشی کے مارے ان کی نیند اڑ جائے۔“  
انہی سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ اس آدمی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جس کے پاس قرآن موجود ہے اور وہ سو جاتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ”ایسا آدمی قرآن کو اپنا تکیہ بناتا ہے۔“

جو آدمی قرآن سے اثر نہیں لیتا، وہ اس آیت کا مصداق بن جاتا ہے:

﴿وَمِنْهُمْ أَقْيُومُونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمْثَانًا﴾ [البقرة: ۷۸]

”ان میں سے کچھ ان پڑھ ہیں جو کتاب کو خواہشات کے سوا کچھ نہیں جانتے۔“  
یعنی خالی تلاوت کرتے ہیں، اور جہاں تک اہل علم کا تعلق ہے؛ تو ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ط أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ط﴾

[البقرة: ۱۲۱]

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی یوں تلاوت کرتے ہیں جیسے تلاوت کرنے کا حق ہے، یہی لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں۔“

قرآن کی تلاوت ایسے کرنا جیسے حق ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ تلاوت میں زبان، عقل اور دل تینوں عناصر شریک ہوں، چنانچہ زبان حروف کو صحیح ادا کرے، عقل معانی کو سمجھے اور دل حکم اور زجر و توبیخ دونوں کا اثر قبول کرے۔ یعنی زبان ترتیل کرے، عقل ترجمانی کرے اور دل اثر قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ يَأْتُونَ الْكِتَابَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَتْلُوهُ مِنْهَا ط وَأُولَٰئِكَ سَنُعَذِّبُهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعَذَابُ أَلِيمٌ﴾

﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ط وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ [الحديد: ۱۶]

”کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر

سے اور نازل ہونے والے حق سے ڈر جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں اس سے پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر جب نہیں ایک عرصہ گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔“

اور فرمایا:

﴿لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ لَضَرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾﴾

[الحشر: ۲۱]

”اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے ڈر سے ریزہ ریزہ ہو جاتا اور دب جاتا، یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔“

◉ درجہ بدرجہ بہتر کیفیت کی طرف جانا:

اس کے تین درجات ہیں:

سب سے ابتدائی درجہ یہ ہے کہ آدمی یوں خیال کرے کہ گویا وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر پڑھ رہا ہے اور اللہ اس کی جانب دیکھ رہا ہے اور اسے غور سے سن رہا ہے، اس احساس کے دوران آدمی کی کیفیت میں مانگنے، آہ و زاری کرنے اور گڑگڑانے کا انداز ہونا چاہیے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ بندہ یہ احساس پیدا کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے مخاطب کر رہا ہے اور اپنے انعام و احسان کے ساتھ اس سے سرگوشی فرما رہا ہے، چنانچہ اس احساس کے دوران آدمی پر حیا، تعظیم، توجہ اور فہم کی کیفیتیں طاری ہونی چاہئیں۔

اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ بندہ کلام میں متکلم کو اور کلمات میں اس کی صفات کو دیکھے اور اس کی تمام تر توجہ متکلم پر مرکوز ہو کر رہ جائے، یہ مقررین کا درجہ ہے۔

سیدنا کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ فَهْمُ الْعَقْلِ، وَنُورُ الْحِكْمَةِ، وَيَنْبِيعُ

الْعِلْمِ ، وَأَخَذْتُ الْكِتَابَ بِالرَّحْمَنِ عَهْدًا. ﴿۱﴾  
 ”قرآن کو لازم پکڑ لو، یہ عقل کا فہم، حکمت کا نور، علم کا چشمہ اور تمام کتابوں کی  
 بہ نسبت رحمن کی تازہ تر کتاب ہے۔“

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو اتنے میں بارش  
 ہونے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور اس بارش کے قطرے اس پر پڑنے لگے۔ ہم  
 نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ((لَأَنَّهُ حَدِيثٌ عَهْدٌ بِرَبِّهِ تَعَالَى)) ﴿۲﴾

”اس لیے کہ یہ نئی نبی اپنے رب کے پاس سے آئی ہے۔“  
 تو قرآن کے متعلق خود ہی اندازہ کر لو کہ یہ کس قدر تازہ تر ہے۔  
 یاد رکھیے کہ ہر تلاوت ایک جیسی نہیں ہوتی در نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا کیا  
 مطلب ہوگا کہ:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَطْبًا كَمَا أَنْزَلَ ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ  
 ابْنِ أُمِّ عَبْدِ)) ﴿۳﴾

”جو شخص قرآن کو اسی طرح تروتازہ پڑھنا چاہتا ہو جیسے اس کا نزول ہوا ہے، تو  
 اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد (یعنی سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت میں پڑھے۔“  
 ایک حکیم کا قول ہے:

”میں قرآن کی تلاوت کرتا تھا تو لذت نہیں ملتی تھی، پھر میں نے اسے اس  
 احساس کے ساتھ پڑھنا شروع کیا جیسے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو  
 پڑھا رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں۔ پھر میں اس سے اگلے درجے پر منتقل ہوا

﴿۱﴾ سنن الدارمی: ۳۳۷۰.

﴿۲﴾ صحیح مسلم: ۸۹۸.

﴿۳﴾ سنن ابن ماجہ: ۱۳۸۔ مسند أحمد: ۱۷۵۔ صحیح الجامع للالبانی: ۵۰۶۱.

اور یوں پڑھنا شروع کیا کہ جیسے حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کو پڑھا رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں۔ پھر اللہ نے مجھے اس سے اگلے مرتبے سے آشنا کیا اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے میں خود متکلم سے سن رہا ہوں، اس وقت مجھے اس میں وہ لذت اور سکون ملا کہ جس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا تھا۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے:

بَوَّ طَهَّرَتْ قُلُوبِكُمْ مَا شَبِعْتُمْ مِنْ كَلَامِ رَبِّكُمْ. ❏

”اگر تمہارے دل پاک ہوں تو تمہارا اپنے رب کے کلام سے کبھی جی نہ بھرے۔“

اور امام ثابت بن ابی لیثیہ فرماتے ہیں:

كَابَدْتُ الْقُرْآنَ عِشْرِينَ سَنَةً ، وَتَنَعَّمْتُ بِهِ عِشْرِينَ سَنَةً .

”میں نے بیس سال تک قرآن کو سمجھنے پر سخت محنت کی اور پھر اگلے بیس سال

میں اس سے لطف اندوز ہوا۔“

❖ خود پسندی سے دُور رہنا:

جو آدمی تلاوت قرآن کا اہتمام کرنے لگ جائے، اس کو چاہیے کہ وہ خود کو پاکدامنی اور نیکی کے اعلیٰ مقام پر فائز سمجھنا چھوڑ دے۔ جب نیکو کاروں کی مدح اور ان کے لیے انعامات والی آیات پڑھے تو اپنے آپ کو ان میں شامل نہ کرے بلکہ وہ خود کو صرف ان انعامات کی تصدیق کرنے والا اور ان پر یقین رکھنے والا سمجھے اور اپنے اندر اشتیاق پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں کے مرتبے پر پہنچائے اور جب نافرمانوں اور خطا کاروں کی مذمت کی آیات پڑھے تو اپنے آپ کو انہی میں سے خیال کرے اور ڈرتے کانپتے ہوئے یہ سمجھے کہ ان آیات کا اصل مخاطب میں ہی ہوں۔

یوسف بن اسباط رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو کیا دعا کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں اپنی کوتاہیوں کی سز مرتبہ اللہ سے معافی مانگتا ہوں۔ وہ یہ دعا

❏ فضائل الصحابة: ۷۷۵-حلیۃ الأولیاء: ۷/۳۰۰.

کیا کرتے تھے کہ ”اے اللہ! ہمیں ناپسند نہ فرما۔“

نبی کریم ﷺ کا فرمانِ ذی شان ہے:

(( مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ لَهُ فَنُوتٌ لَيْلَةٍ )) ❶

”جس نے ایک رات میں سو آیتیں پڑھ لیں، اس کے لیے پوری رات کے

قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔“

امام ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کبھی کبھار میں ایک آیت پر پانچ پانچ راتیں ٹھہرا رہتا ہوں، اگر میں اس پر غور

و فکر نہ چھوڑوں تو میں اس سے آگے ہی نہ بڑھ سکوں۔ بعض اوقات قرآن کی

کوئی ایسی آیت سامنے آ جاتی ہے جس سے ہوش گم جاتا ہے، پھر اللہ ہی کی

پاک ذات ہے جو اسے واپس لاتی ہے۔“ ❷

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

(( إِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ، وَإِنْ لَمْ

يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ )) ❸

”اگر صاحب قرآن نوافل پڑھے اور رات دن ان میں قرآن پڑھتا رہے تو

اسے یاد رہتا ہے اور اگر نوافل میں قرآن نہ پڑھے تو اسے بھول جاتا ہے۔“

امام زہیر بابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اسے یاد کرتے ہیں تو اللہ کی تعظیم اور اس کے

لیے اشتیاق کے سبب ان کی جانیں نکل جاتی ہیں، کچھ ایسے ہیں جو اسے یاد

❶ مسند احمد: ۱۶۹۵۸۔ سنن الدارمی: ۳۴۹۳۔ السنن الكبرى للنسائی: ۱۰۴۸۵۔

المعجم الكبير للطبرانی: ۲/۵۰۔ صحيح الجامع للالبانی: ۶۴۶۸۔

❷ صفة الصفوة لابن الجوزی: ۴/۲۳۲۔

❸ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ۵۹۷۔

کرتے ہیں تو ڈر اور دہشت سے ان کے دل دہل جاتے ہیں، کچھ ایسے ہیں جو سخت سردی میں اسے یاد کرتے ہیں تو اس کے خوف سے ان کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں، کچھ ایسے ہیں جو اسے یاد کریں تو ان کے رنگ زرد پڑ جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اسے یاد کریں تو نیند کے اُڑ جانے سے ان کی آنکھیں خشک ہو جاتی ہیں۔“

یہ لوگ اللہ کی کتاب کو لرزتے ہونٹوں، اُبلتے آنسوؤں، جان لیوا چیخوں اور نحیف و زار جسموں کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس کے جلال کے نقوش ان کے دلوں میں موجزن ہو جاتے ہیں۔

ایک عابد نابینا ہو گئے لیکن حالت یہ تھی کہ جب قرآن سے دیکھ کر تلاوت کرتے تو بینائی لوٹ آیا کرتی تھی۔ سبحان اللہ!

امام مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا تَنَعَمَ الْمُتَنَعِمُونَ بِمِثْلِ ذِكْرِ اللَّهِ .

”اللہ کے ذکر جیسی کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کے ذریعے لطف حاصل کرنے والے لطف حاصل کرتے ہوں۔“

جی ہاں!..... اگرچہ بے کار لوگ اپنی بے کاری سے اکتا جاتے ہیں لیکن آپ سے محبت کرنے والے کبھی بھی آپ کو یاد کرنے اور آپ کے ساتھ سرگوشیاں کرنے سے نہیں اکتائیں گے..... رات کو جاگ کر ذکر کرنے والوں کو اپنی رات میں وہ لذت ملتی ہے جو لہو و لعب کے شیدائیوں کو اپنے لہو و لعب میں بھی نہیں ملتی۔



## ذاکرین کا تذکرہ

سیدالذاکرین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.))

”رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔“

اس میں کسی ایک حالت کو دوسری حالت سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر حالت میں ہی اپنے پروردگار کا ذکر کرتے رہتے تھے، خواہ وہ طہارت کی حالت ہو یا جنابت کی۔ جہاں تک قضائے حاجت کے وقت کی بات ہے تو اس کے متعلق چونکہ کسی کا مشاہدہ نہیں تھا اس لیے کچھ بیان بھی نہیں کیا گیا، البتہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو قضائے حاجت سے پہلے اور بعد کے اذکار بتلائے ہیں، جو اس بات کی دلیل ہیں کہ آپ کوئی بھی وقت ذکر الہی سے خالی نہیں جانے دیتے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو جماع کے وقت کی دعا تعلیم فرما کر بھی یہ واضح کیا ہے کہ اللہ کا ذکر ہر حال میں کیا جانا چاہیے۔ جہاں تک قضائے حاجت اور جماع کے دوران ذکر کرنے کا مسئلہ ہے تو اس باب میں یہ بات واضح رہے کہ ان حالتوں میں بھی دل میں اللہ کو یاد رکھنے کو کسی نے بھی مکروہ نہیں کہا بلکہ ضروری ہے کہ انسان کے دل میں ہر وقت ہی اللہ کی یاد رہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ بندے کی نظر میں جو ذات سب سے محبوب تر ہو؛ وہ اس کا خیال اور یاد دل سے نکال دے، بالفرض اگر وہ دل کو اسے بھلانے پر مجبور بھی کرے گا تو یہ تکلیف بالاحمال ہوگی، جیسا کہ

صحیح مسلم: ۳۷۳۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

يُرَادُ مِنَ الْقَلْبِ نِسْيَانُكُمْ  
وَتَأْبَى الطَّبَاعُ عَلَى النَّاقِلِ

اس نے کہا کہ یار کو دل سے بھلا دیا  
طبیعت مگر یہ بات ابھی مانتی نہیں!

اب رہا یہ مسئلہ کہ ان حالتوں میں زبان سے بھی اللہ کا ذکر کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں شرع سے ہمیں کچھ نہیں ملتا، نہ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا کوئی جواز یا عدم جواز بیان کیا ہے اور نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے کچھ منقول ہے۔ چنانچہ اس بارے میں بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کا حیا، اکرام اور جلال ملحوظ رکھا جائے، کیونکہ اس کی ذات کی شان و عظمت اس کے ذکر سے کہیں زیادہ ہے، لہذا ضروری ہے کہ ذکر الہی کے لیے اسی حالت کا انتخاب کیا جائے جو اس کے لائق اور شایاں ہے۔<sup>[۱]</sup>

تلاوت قرآن کی بات کریں تو رُوئے زمین پر ایسے کسی شخص کا نہ وجود ہو اور نہ ہوگا کہ جس نے رسول گرامی ﷺ کی طرح قیام میں قرآن پڑھا ہو، نہ کسی نے آپ جیسا اس میں تدبیر و تفکر کیا ہے اور نہ ہی کوئی قرآن پڑھ کر یا سن کر حضور ﷺ کی طرح آبدیدہ ہوا ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما ایک بار رسول گرامی ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھے جا رہے تھے کہ آنسوؤں نے کس طرح اسے نم کر دیا تھا۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما نے اشعار میں اس کی عکاسی کی ہے:

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ  
إِذَا انشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ  
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقَلْبُنَا  
بِهِ مَوْقِنَاتٌ أَنْ مَاقَالَ وَاقِعُ

[۱] الوابل الصيب، ص: ۱۲۸، ۱۲۹.

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ  
إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

”ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں جب صبح کے وقت بلند ہونے والی پو پھوٹی ہے۔ ہم تو اندھے تھے انہوں نے ہمیں ہدایت پر لگایا اور ہمیں ولی یقین ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں واقعی سچ ہے۔ رات کو ان کا پہلو بستر سے الگ رہتا ہے جبکہ نیند کی وجہ سے مشرکین پر بستر بھاری ہوئے ہوتے ہیں۔“

سید القراء **ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ الہینہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے **ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ))

”یقیناً اللہ تعالیٰ مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں (یہ سورت) پڑھ کر سناؤں۔“

انہوں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

تو **ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ رو پڑے۔

اللہ کی قسم! یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ قسم یہ خدا! یہ بڑے شرف کی بات ہے۔

عبدالرحمان بن ابزی رضی اللہ عنہ سیدنا **ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ

نے فرمایا:

((أَنْزَلَتْ عَلَيَّ سُورَةً، وَأَمَرْتُ أَنْ أَقْرَأَ تِلْكَهَا))

”مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمہیں پڑھاؤں۔“

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میرا نام لے کر حکم ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((نَعَمْ))

”جی ہاں۔“

عبدالرحمان بن ابزی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابوالمہذر! کیا آپ کو اس بات سے خوشی ہوئی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں ہونی تھی، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا﴾ [یونس: ۵۸]

”(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَرْحَمُ أُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ ..... وَأَقْرَأُهُمْ أُبَيٌّ))

”میری امت میں سب سے زیادہ مہربان شخص ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور سب سے بڑا قاری ابی رضی اللہ عنہ ہے۔“

امام ذہبی رضی اللہ عنہ ”معرفة القراء الكبار“ میں رقم فرماتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بڑے قاری تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((اسْتَفْرِيءُ وَالْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمِ مَوْلَى أَبِي حَذِيفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ))

”چار لوگوں سے قرآن پڑھنا سیکھو: عبداللہ بن مسعود سے، ابو حذیفہ کے

آزاد کردہ غلام سالم سے، ابی بن کعب سے اور معاذ بن جبل سے رضی اللہ عنہم۔“

ابوالمہذب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آٹھ دنوں میں قرآن ختم کیا

1 المستدرک للحاکم: ۵۳۲۴۔ شعب الایمان للبیہقی: ۱۷۹/۴۔

2 سنن الترمذی: ۳۷۹۱۔ سنن ابن ماجہ: ۱۵۴۔

3 صحیح البخاری: ۳۷۵۸۔ صحیح مسلم: ۲۶۶۴۔

کرتے تھے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

(( يَا أَبَا الْمُنْذِرِ ، أَتَذَرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ ؟ ))

”اے ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت عظیم تر ہے؟“

میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ

استفسار فرمایا:

(( يَا أَبَا الْمُنْذِرِ ، أَتَذَرِي أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ ؟ ))

”اے ابوالمنذر! کیا تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت عظیم تر ہے؟“

میں نے کہا: آیت الکرسی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا:

(( وَاللَّهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا الْمُنْذِرِ ))

”اے ابوالمنذر! اللہ کی قسم تجھے علم مبارک ہو۔“

جس دن سید القراء اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما اس دنیا سے رحلت فرما گئے؛ اس دن سیدنا عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج مسلمانوں کا سردار فوت ہو گیا۔

ذوالنورین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

عبدالرحمان تمیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک روز میں نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد مقام

ابراہیم کے پاس جا کھڑا ہوا۔ ابھی میں وہیں کھڑا تھا کہ کسی نے میرے کندھوں کے درمیان

ہاتھ رکھا، میں نے دیکھا تو وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ نماز پڑھنے لگ گئے اور سورۃ

الفاتحہ سے قراءت شروع کی، یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر لیا، پھر رکوع میں گئے اور سجدہ

کیا، پھر سلام پھیر کر اپنا جوتا پکڑا اور چلے گئے۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے اس سے پہلے

کوئی نماز پڑھی تھی یا نہیں۔<sup>[2]</sup>

[2] صحیح مسلم: ۸۱۰۔

[2] حلیۃ الأولیاء: ۱۰۶/۱۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ:

كَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي رَكْعَةٍ ثُمَّ يُوتِرُ بِهَا. <sup>[۱]</sup>

”آپ ایک ہی رکعت میں سارا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے، پھر اس رکعت کو وتر بنا لیتے۔“

امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو ان کی اہلیہ نے کہا: تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ساری رات کو ایک ہی رکعت میں قرآن پڑھ کر جلا بخشتا تھا۔ <sup>[۲]</sup>

امام ابن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بہت سی روایات میں منقول ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حج کے ایام میں حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر ایک ہی رکعت میں مکمل قرآن پڑھ لیا تھا۔ ویسے بھی یہ ان کا معمول تھا۔ اسی وجہ سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿اَمَّنْ هُوَ قَائِمٌ اَنْتَا الْكَيْلُ سَاجِدًا اَوْ قَائِمًا يَحْذَرُ الْاُخْرَةَ وَ يَزُجُّوْا رَحْمَةً رَبِّهِمْ ط﴾ [الزمر: ۹] ”وہ جو شخص جو فرماں بردار ہے، رات کی گھڑیوں میں کھڑا رہتا اور سجدے کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی امید لگاتا ہے۔“ کی تفسیر میں فرمایا تھا کہ اس سے مراد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام نووی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو اصحاب سعادت ایک دن اور ایک رات میں مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے، ان میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، تمیم الداری رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر، مجاہد اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بھی نام شامل ہے۔ <sup>[۳]</sup>

جن لوگوں کا ایک رکعت میں مکمل قرآن پڑھنے کا تذکرہ ملتا ہے ان کی تعداد تو شمار سے باہر ہے، اولیٰں اصحاب میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ اور سعید بن

[۱] أخرجه الطحاوی والبيهقی: ۲۵/۳۔ شرح السنة: ۴/۴۹۹۔

[۲] الزهد لأحمد بن حنبل، ص: ۱۲۷۔

[۳] التبيان، ص: ۵۵۔

جبریلؑ کا نام آتا ہے۔

ابن ابی داؤدؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفانؓ جمعے کی شب کو قرآن شروع کیا کرتے تھے اور جمعرات کو مکمل کر لیا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ

عروہ بن زبیرؒ فرماتے ہیں: مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے ہی بلند آواز میں قرآن پڑھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

وَاللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، مَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أَنْزَلْتُ، وَلَا أَنْزَلْتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيْمَ أَنْزَلْتُ، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ، تَبْلُغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

”اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کتاب اللہ کی جو بھی سورت نازل ہوئی ہے میں اس کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی جو بھی آیت نازل ہوئی ہے میں اس کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ مجھے اس کے پاس پہنچا سکتا ہے تو میں ضرور اس کی طرف سفر کروں گا۔“

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، لَقَدْ قَرَأْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً، وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ

التبيان، ص: ۵۷.

الإصابة لابن حجر: ۶/۲۱۵. صحيح البخاری: ۵۰۰۲.

بِكِتَابِ اللَّهِ مِنْى تَبَلَّغْنِيهِ الْإِبِلُ لَأَنْتَيْتُهُ. ﴿۱﴾

”اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے ستر سے کچھ زائد سورتیں پڑھی ہیں اور اگر مجھے کسی کے متعلق علم ہو جائے کہ اس کو کتاب اللہ کا مجھ سے زیادہ علم ہے اور مجھے اونٹ اس تک پہنچا سکتا ہے تو میں لازماً اس کے پاس جاؤں گا۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أَنْزَلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ)) ﴿۲﴾

”جو شخص قرآن کو اس طرح تروتازہ پڑھنا چاہے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد (یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت کے مطابق پڑھے۔“

اے ابن مسعود! اس وقت آپ کو کس قدر خیر کثیر اور فضل و کمال حاصل ہوا ہوگا جب

رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اس عزت و شرف کا تاج پہنایا ہوگا!

جب بارش نازل ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ خوشی محسوس کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ابھی ابھی تمہارے پروردگار کے پاس سے آئی ہے۔ جب بارش ہونے پر آپ کو خوشی ہوتی تھی تو اندازہ کیجیے کہ جب قرآن تازہ تازہ نزول کے بعد پڑھا جاتا ہوگا تب آپ ﷺ کی خوشی کا کیا حال ہوتا ہوگا!!

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور سورۃ النساء کی قراءت کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ وہاں سے گزرے تو فرمایا:

﴿۱﴾ سیر أعلام النبلاء: ۱/ ۴۷۱.

﴿۲﴾ سنن ابن ماجہ: ۱۳۸۔ مسند أحمد: ۲۶۵.

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أَنْزَلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ  
ابْنِ أُمِّ عَبْدِ))

”جو شخص قرآن کو اس طرح تروتازہ پڑھنا چاہے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو  
اسے چاہیے کہ وہ ابن ام عبد (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قراءت کے  
مطابق پڑھے۔“

پھر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ دعا کرنے لگ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَلِّ تَغْطَهُ))

”مانگو؛ تمہیں عطا کیا جائے گا۔“

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ دعا مانگ رہے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَرْتَدُّ، وَنَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةً  
نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ فِي أَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ.

”اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو زائل نہ ہو، ایسی نعمت کا سوال  
کرتا ہوں جو ختم نہ ہو اور جنتِ خالد کے اعلیٰ درجات پر تیرے پیغمبر حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا طلب گار ہوں۔“

اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بشارت سنانے کے لیے  
آئے تو دیکھا کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان سے پہلے پہنچ کر انہیں بشارت دے چکے تھے، تو یہ دیکھ کر  
عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ خیر و بھلائی کے کاموں میں ہمیشہ سبقت لے جاتے ہیں۔<sup>❶</sup>

خیرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں  
نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اس دن سے میں ہمیشہ ان سے محبت  
کرتا آ رہا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ:

((اسْتَقْرَأُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ،

❶ مسند أحمد: ۳۷۹۷۔ صحیح ابن حبان: ۷۰۶۷۔ المستدرک للحاکم: ۱۹۲۸۔

وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ، وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ))  
 ”چار لوگوں سے قرآن پڑھنا سیکھو: عبداللہ بن مسعود سے، ابو حذیفہ کے  
 آزاد کردہ غلام سالم سے، ابی بن کعب سے اور معاذ بن جبل سے (رضی اللہ عنہم)۔“  
 آپ ﷺ نے سب سے پہلے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو اصحاب ایک سے زائد ہفتوں میں قرآن ختم کیا  
 کرتے تھے؛ ان کی تعداد کثرت میں ہے، انہی میں سے سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا زید بن  
 ثابت اور سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم جیسے اصحاب گرامی بھی شامل ہیں۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

”قاری قرآن کی شان یہ ہے کہ جب رات کو لوگ سو رہے ہوں؛ وہ رب کے  
 حضور میں قیام کے اندر قرآن پڑھ رہا ہوں، جب دن کو لوگ کھاپی رہے ہوں؛  
 وہ روزہ رکھ کر اپنے رب کو راضی کر رہا ہو، جب لوگ دنیا کی خوشیوں میں گمن  
 ہوں؛ اس کو آخرت کا غم کھا رہا ہو، جب لوگ ہنسی مذاق میں لگے ہوں؛ وہ خدا کو  
 یاد کر کے رو رہا ہو، جب لوگ گپ شپ میں مشغول ہوں؛ وہ خاموش رہ کر تفکر و  
 تدبر میں مصروف ہو اور جب لوگ اتنا اور کبر کا شکار ہوں؛ وہ عاجزی و انکساری کا  
 لبادہ اوڑھے ہو۔ اسی طرح قاری قرآن کے لائق یہ ہے کہ وہ آبدیدہ و غمزہ  
 رہے اور حکمت و دانائی، حلم و بردباری اور سکون و طمانیت سے متصف رہے۔  
 اس کی شان کے یہ ہرگز شایاں نہیں ہے کہ وہ سخت مزاج، غافل، شور و شغب  
 کرنے والا، چیخنے چلانے والا اور سنگ دل ہو۔“

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اہل علم میں سب سے آگے رہنے والے اور حلال و حرام کا سب  
 سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَالِمِ مَوْلَى أَبِي حُدَيْفَةَ))

”چار لوگوں سے قرآن (کا علم) حاصل کرو: ابن مسعود سے، اُبی سے، معاذ بن جبل سے اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم سے (رضی اللہ عنہم)۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد رسالت میں چار اصحاب نے قرآن جمع کیا اور یہ چاروں انصاری صحابہ تھے: اُبی بن کعب، زید، معاذ بن جبل اور ابو زید رضی اللہ عنہم۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عَجَزَتِ النِّسَاءُ أَنْ يَلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ.

”عورتیں معاذ رضی اللہ عنہ جیسا بیٹا پیدا کرنے سے عاجز آگئی ہیں۔“

یہ عبادت و ریاضت اور ذکر و تلاوت کے اس قدر رسیا تھے کہ بہ وقتِ وفات صرف اسی بات پر روتے رہے کہ اب میں مجالسِ ذکر نہیں لگا سکوں گا!!

اپنے مرض الموت میں فرمانے لگے: اے اللہ! تیری عزت کی قسم! میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں، میں تجھ سے ہمیشہ ڈرتا رہا ہوں اور آج میں تیری رحمت کا اُمیدوار ہوں۔ اے اللہ! بلاشبہ تیرے علم میں ہے کہ دنیا میں رہنے کی جو میری چاہت ہے وہ اس بنا پر نہیں ہے کہ میں یہاں نہریں کھودوں یا درخت لگاؤں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں تیرے ذکر کی مجلسیں قائم رکھنا چاہتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

مَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى لَابِنِ آدَمَ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ  
عَزَّ وَجَلَّ، قَالُوا: وَلَا السَّيْفُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ:

صحیح البخاری: ۳۸۰۸۔ صحیح مسلم: ۲۴۶۴۔

صحیح البخاری: ۳۸۱۰۔ صحیح مسلم: ۲۴۶۵۔

وَلَا، إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَنْقَطِعَ.“  
 ذکرا الہی سے بڑھ کر کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے کہ جو آدمی کو اللہ کے عذاب سے نجات  
 دلا دے۔ لوگوں نے پوچھا: کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں، ہاں اگر  
 کوئی تلوار لے کر راہِ خدا میں نکلے اور شہید ہو جائے (تو وہ اس سے افضل ہو سکتا ہے، اس کے  
 علاوہ اور کوئی نہیں) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ [العنکبوت: ۴۵]

”یقیناً اللہ کا ذکر سب سے بڑا عمل ہے۔“

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

ابن حلبس بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کوئی وقت بھی ذکرا الہی سے خالی  
 نہیں جانے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا: آپ ایک دن میں کتنی تسبیح کر لیتے  
 ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک لاکھ۔

سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ

ابوالحلب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ ایک ہفتے میں مکمل قرآن پڑھ لیا  
 کرتے تھے۔

امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ ایک ہی رکعت میں سارا  
 قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

مسروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ میں سے ایک شخص نے مجھے بتلایا کہ آپ کے  
 اس بھائی کی خوبی یہ تھی کہ رات کو نماز پڑھنے لگتے تو صبح تک نماز ہی پڑھتے رہتے۔ آپ اس

۱ حلیۃ الأولیاء: ۱/۲۳۴۔ الزہد لأحمد بن حنبل: ۱/۲۴۸۔

۲ سیر أعلام النبلاء: ۲/۳۴۸۔

۳ أخرجه ابن سعد: ۳/۵۰۰۔

۴ تہذیب ابن عساکر: ۳/۳۵۹۔

آیت کو بار بار پڑھ کر روتے رہتے تھے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥١﴾﴾

[الجاثية: ٥١]

”کیا وہ لوگ، جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے، یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے، کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟“<sup>۱</sup>

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزانہ بارہ ہزار تسبیحات کیا کرتے تھے اور فرماتے: میں اپنی دیت کی مقدار کے مطابق تسبیحات کرتا ہوں۔<sup>۲</sup>

ابو مسلم الخولانی رضی اللہ عنہ

آپ اونچی آواز میں تکبیرات پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ بچوں کے ساتھ مل کر بھی پڑھنے لگتے اور فرماتے: میں اللہ تعالیٰ کا اس قدر ذکر کروں گا کہ جاہل لوگ مجھے دیکھ کر سمجھنے لگ جائیں گے کہ میں پاگل ہو گیا ہوں۔<sup>۳</sup>

اسود بن یزید نخعی رضی اللہ عنہ

ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ امام اسود رضی اللہ عنہ ماہ رمضان میں ہر دو راتوں میں ایک مرتبہ قرآن مکمل کر لیا کرتے تھے اور آپ مغرب اور عشاء کے درمیان سویا کرتے تھے، ماہ رمضان کے علاوہ عام دنوں میں آپ ہر چھ راتوں میں ایک مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔<sup>۴</sup>

۱ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۴۴۵۔

۲ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۶۱۰۔ تاریخ دمشق: ۱۹/ ۱۲۲۔

۳ سیر اعلام النبلاء: ۴/ ۱۰۔ تاریخ دمشق: ۹/ ۱۷۔

۴ سیر اعلام النبلاء: ۴/ ۵۱۔

### امام سلیم بن عمر رضی اللہ عنہ

آپ فقیہ، داعظ اور عابد تھے، مہر میں قاضی کے عہدے پر متمکن رہے۔ بہت زیادہ عبادت گزار ہونے کی وجہ سے آپ کو ”ناسک“ (یعنی عبادت و ریاضت کا شدید اہتمام کرنے والا) کہا جاتا تھا۔

حارث بن یزید بیان کرتے ہیں کہ سلیم بن عمر رضی اللہ عنہ روزانہ ایک رات میں تین مرتبہ قرآن پڑھا کرتے تھے۔<sup>❶</sup>

### ابوالعالیہ رُفیع بن مہران رضی اللہ عنہ

ابوبکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر قرآن کو جاننے والا کوئی نہیں تھا۔

ابوخلدہ خالد بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ہم غلام لوگ تھے، ہم میں سے کچھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے اور کچھ اپنے مالکوں کی خدمت بجا لاتے، پھر ہم روزانہ رات کو ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ ہمارے لیے گراں ہونے لگا اور ہم نے ایک دوسرے سے اس کا اظہار کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہمیں ملے اور انہوں نے ہمیں کہا کہ ایک ہفتے میں قرآن ختم کر لیا کرو۔ چنانچہ ہم پھر ایسا ہی کرنے لگے، یوں ہم نماز بھی پڑھتے، نیند بھی پوری کرتے اور ہمیں کوئی مشقت نہ ہوتی۔<sup>❷</sup>

### سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

عبدالملک بن ابی سلیمان بیان کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ہر دو راتوں میں قرآن مکمل کیا کرتے تھے۔<sup>❸</sup>

www.KitaboSunnat.com

❶ سیر أعلام النبلاء: ۴/ ۱۳۲.

❷ الطبقات لابن سعد: ۷/ ۱۱۳۔ سیر أعلام النبلاء: ۴/ ۲۰۹.

❸ حلیۃ الأولیاء: ۴/ ۲۷۳۔ الطبقات لابن سعد: ۷/ ۱۱۳۔ الزهد لأحمد: ۳۷۰۔ سیر

أعلام النبلاء: ۴/ ۲۰۹.

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

ابن شوذب بیان کرتے ہیں کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روزانہ ایک چوتھائی قرآن ناظرہ پڑھا کرتے تھے اور قیام اللیل میں بھی اسی کی تلاوت کرتے۔ آپ نے اس معمول کا کبھی نادمہ نہیں کیا تھا سوائے ایک دن کے، جس دن آپ کی ٹانگ کا ٹی گئی تھی۔<sup>[۱]</sup>

عبداللہ بن محیرز رضی اللہ عنہ

عمر بن عبدالرحمان بن محیرز بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا ہر جمعے کو ایک قرآن مکمل کیا کرتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ ہم ان کے لیے بستر بچھاتے لیکن وہ سوتے ہی نہیں تھے (یعنی ساری ساری رات قیام کرتے رہتے تھے)۔<sup>[۲]</sup>

ابو عبدالرحمان السلمی عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))<sup>[۳]</sup>

”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔“

ابو عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کوفہ کے بہت بڑے قاری تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے مذکورہ فرمان نے ہی مجھے اس مسند پر بٹھایا ہے۔

ابو اسحاق السبعمی بیان کرتے ہیں کہ ابو عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کوفہ کی سب سے بڑی مسجد میں چالیس سال تک لوگوں کو قرآن پڑھاتے رہے۔

ابو عبدالرحمان السلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تیرہ سال تک انہیں قرآن نانا تا رہا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگوں سے قرآن سیکھا ہے جنہوں نے ہمیں بتلایا کہ

[۱] ابن عساکر: ۲۸۶/۱۱ - حلیۃ الأولیاء: ۱۷۸/۲ - سیر أعلام النبلاء: ۴/۲۶۶ .

[۲] سیر أعلام النبلاء: ۴/۵۰۹ .

[۳] صحیح البخاری: ۵۰۲۷ .

وہ جب دس آیات سیکھ لیتے تھے تو تب تک اگلی دس آیات نہیں سیکھتے تھے جب تک کہ پہلی آیات میں موجود جملہ احکام و مسائل اور علوم و معارف کو خوب اچھی طرح سمجھ نہیں لیتے تھے۔ ہم نے علم اور عمل دونوں ایک ساتھ سیکھے ہیں۔ یقیناً ہمارے بعد ایسی قوم قرآن کی وارث بننے والی ہے کہ جو پانی پئیں گے تو ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا (یعنی ان پر قرآن کا اثر کرنا بہت دور کی بات ہے)۔

ابوزر ویم نافع بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہما

جَزَى اللَّهُ بِالْخَيْرَاتِ عَنَا أئِمَّةً

لَنَا نَقَلُوا الْقُرْآنَ عَذْبًا وَسَلْسَلًا

فَأَمَّا الْكَرِيمُ السَّرْفِيُّ الطَّيِّبُ نَافِعٌ

فَذَلِكَ الَّذِي اخْتَارَ الْمَدِينَةَ مَنْزِلًا

”اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ائمہ کرام کو نیکیوں اور بھلائیوں کی جزا عطا فرمائے کہ انہوں نے ہم تک نہایت سہولت سے اور سلسلہ وار قرآن پہنچایا۔ امام نافع؛ جو کہ نہایت معزز اور پاکیزہ زندگی میں افضل و اعلیٰ مقام رکھتے ہیں، یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مدینہ طیبہ کو اپنی قیام گاہ بنایا۔“

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نافع؛ قراءت میں لوگوں کے امام تھے۔

امام شیبانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام نافع رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھنے والے ایک شخص نے مجھے بتلایا کہ جب وہ بولتے تھے تو ان کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابوزر ویم! کیا جب آپ پڑھانے بیٹھتے ہیں تو خوشبو لگاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں خوشبو کو ہاتھ تک نہیں لگاتا، اس خوشبو کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ نے میرے منہ میں قراءت کی تھی، بس اسی وقت سے میرے منہ سے یہ خوشبو آ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ امام نافع رضی اللہ عنہ پر رحم و کرم فرمائے..... انہوں نے ستر تابعین کو قرآن پڑھ کر سنایا اور ایک لمبے عرصے تک آپ ہی وقت کے سب سے بڑے قاری قرآن رہے۔

قنادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہ

کبار تابعی سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے قدوة المحمدين والمفسرين قنادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسا کوئی اور پیدا کرے گا۔

امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا دنیا میں کوئی قنادہ جیسا ہے؟

سلام بن ابی مطیع بیان کرتے ہیں کہ قنادہ رضی اللہ عنہ ایک ہفتے میں مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے، لیکن جب ماہ رمضان آتا تو تین دن میں قرآن ختم کر لیتے اور جب آخری عشرہ آجاتا تو پھر ہر رات میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔<sup>❶</sup>

سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ

آپ کو امام، حجتہ اور فقیہ کہا جاتا تھا۔ آپ مدینہ کے قاضی بھی رہے۔ آپ کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ میرے والد گرامی بیٹھے بیٹھے مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔<sup>❷</sup>

الامام الربانی منصور بن زاذان رضی اللہ عنہ

امام ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ثقہ اور قابل حجت تھے۔ بہت تیز قراءت کیا کرتے تھے، آپ آہستہ پڑھنے کا ارادہ بھی کرتے تھے تو نہیں پڑھا جاتا تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ چاشت کے وقت ہی مکمل قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ منصور بن زاذان رضی اللہ عنہ چاشت کی نماز میں ہی مکمل قرآن پڑھ لیتے تھے، پھر ظہر سے عصر تک ایک مرتبہ اور پڑھ لیتے۔ یوں آپ ایک دن میں دو مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے اور پھر ساری رات نوافل میں گزارتے۔<sup>❸</sup>

❶ سیر أعلام النبلاء: ۵/۲۷۶۔

❷ سیر أعلام النبلاء: ۵/۴۲۱۔

❸ سیر أعلام النبلاء: ۵/۴۴۱۔

آپ کی آنکھوں سے آنسو اس قدر بہتے تھے کہ آپ کا عمامہ تر رہا کرتا تھا۔  
ہشام فرماتے ہیں کہ اگر منصور رضی اللہ عنہ سے کہا جاتا کہ موت کا فرشتہ دروازے پر کھڑا ہے اور اب آپ کے پاس عمل کرنے کی مہلت نہیں ہے، تو وہ پھر بھی طلوع آفتاب سے لے کر نماز عصر تک نمازیں پڑھتے رہتے، پھر مغرب تک تسبیحات کرتے۔<sup>❶</sup>  
امام حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ نیک کام کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ جب عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تھے تو ذکر الہی میں مشغول ہو جاتے، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا۔<sup>❷</sup>  
امام حمزہ بن حبیب الزیات رضی اللہ عنہ

آپ قرائے سبعہ میں سے ایک ہیں۔ امام ذہبی رضی اللہ عنہ آپ کے متعلق رقم فرماتے ہیں کہ آپ امام، جزیہ، قرآن کے محافظ، عبادت گزار، خشوع کے پیکر، تابع فرمان خدا، بڑے پرہیزگار اور بے مثال شخصیت تھے۔

شعیب بن حرب اصحاب حدیث سے کہا کرتے تھے: کیا تم مجھ سے قیمتی اور نایاب موتی کے متعلق نہیں پوچھو گے؟ وہ امام حمزہ رضی اللہ عنہ کی قراءت ہے۔

یحییٰ بن معین بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن فضیل کو فرماتے سنا: میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل کوفہ سے بلاؤں اور آزمائشوں کو امام حمزہ رضی اللہ عنہ کی برکت سے ہی دُور رکھتا ہے۔

امام حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے قرآن کریم کو اس قدر دیکھ کر پڑھا کہ مجھے خدشہ ہونے لگا تھا کہ کہیں میری بینائی ہی نہ چلی جائے۔

آپ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ لوگ پڑھ کر چلے جاتے۔ پھر

❶ سیر اعلام النبلاء: ۵/ ۴۴۲۔

❷ سیر اعلام النبلاء: ۵/ ۴۶۷۔

آپ اُٹھتے اور چار رکعات پڑھتے۔ پھر ظہر اور عصر کے درمیان نوافل ادا کرتے، اسی طرح مغرب و عشاء کے درمیان بھی نوافل پڑھتے۔ آپ کے بعض پڑوسیوں کا بیان ہے کہ آپ رات کو سوتے نہیں تھے، کیونکہ انہیں آپ کی قراءت سنائی دیتی رہتی تھی۔ آپ خوب ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھا کرتے تھے۔

ابو جعفر القاری؛ یزید بن قعقاع رضی اللہ عنہ

آپ کا شمار قرآن عشرہ میں ہوتا ہے۔

سلیمان بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ جب ابو جعفر رضی اللہ عنہ کا وقت وفات تھا تو میں بھی وہیں موجود تھا، اسی وقت ابو حازم اور کچھ بزرگ آئے، وہ آپ پر جھک کر رونے دھونے لگے لیکن آپ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔

آپ کے داماد شیبہ نے کہا: کیا میں تمہیں ایک عجیب چیز نہ دکھلاؤں؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ انہوں نے آپ کے سینہ مبارک سے کپڑا ہٹایا تو دودھ کے مانند سفید سا ایک گول نشان تھا۔ ابو حازم اور ان کے اصحاب نے دیکھ کر کہا: اللہ کی قسم! یہ قرآن کا نور ہے۔ سلیمان کہتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ نے مجھے بتلایا کہ وہ نشان سفیدی کی صورت میں ان کی آنکھوں کے درمیان میں آ گیا تھا۔

امام نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امام ابو جعفر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ ان کے دل کے پاس قرآن کے ورق جیسا ایک نشان ہے۔ وہاں موجود سب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ نور قرآن ہے۔

اس بزرگ ہستی پر میرے ماں باپ فدا ہوں! ان کا تو گوشت پوست سب کچھ ہی قرآن میں مل جل سا گیا تھا اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے سینے اور آنکھوں کے درمیان قرآن کا نور دکھائی دیا۔ کس قدر عظمت و شان کی بات ہے!

۱۱۵۔ ۱۱۱/۱۔ معرفۃ القراء الکبار۔

۷۶، ۷۵۔ معرفۃ القراء الکبار۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو جعفر القاری جب رات کو نماز پڑھ رہے ہوتے اور کوئی سائل گزرتا تو آپ اس کو بلاتے، پھر اس سے پردہ کر کے اپنا تہ بند ہی اُتار کر اسے دے دیتے تھے۔

یعنی آپ کی سخاوت اور فیاضی کا یہ عالم تھا کہ کسی مانگنے والے کو دینے کے لیے اگر پاس کوئی چیز موجود نہ بھی ہوتی تو تب بھی اسے خالی نہ جانے دیتے بلکہ اپنا تہ بند ہی اُتار کر دے دیتے تھے۔

شیخ الاسلام و بقیۃ الاعلام ابو بکر بن عمیاش رضی اللہ عنہ

امام ذہبی رضی اللہ عنہ رقم فرماتے ہیں کہ متعدد وجوہ سے یہ بات منقول ہے کہ ابو بکر بن عمیاش رضی اللہ عنہ چالیس سال تک ایک دن اور ایک رات میں مکمل قرآن پڑھا کرتے تھے۔<sup>1</sup> امام یحییٰ الحمانی بیان کرتے ہیں کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو ان کی بہن رونے لگ گئی، تو انہوں نے اپنی بہن سے فرمایا: کیوں رورہی ہو؟ اس گوشے کی طرف دیکھو، تمہارے بھائی نے اس میں اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے: اے میرے دو فرشتو! اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دُعا کرو، کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے مجھ سے زیادہ فرماں بردار ہو۔<sup>2</sup>

امام نووی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ایسے امام تھے کہ جن کی افضلیت و اشرفیت پر سب کا اجماع تھا۔ آپ کے صاحبزادے ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے کہا: تمہارے باپ نے کبھی بے حیائی کا ارتکاب نہیں کیا اور تیس سال سے روزانہ ایک مرتبہ مکمل قرآن پڑھتا آ رہا ہے۔

انہی کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنے صاحبزادے سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اس کمرے میں اللہ کی کوئی بھی نافرمانی کرنے سے بچنا، کیونکہ میں نے اس

<sup>1</sup> سیر اعلام النبلاء: ۸/۵۰۳

<sup>2</sup> سیر اعلام النبلاء: ۸/۵۰۴

کمرنے میں بارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔

اسی طرح آپ نے وفات کے وقت اپنی بیٹی سے کہا، جب وہ رو رہی تھی: بیٹی! مت رو، کیا تم اس بات سے ڈر رہی ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب میں مبتلا کرے گا جبکہ میں نے اس گوشے میں چوبیس ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے؟! ﴿۱﴾

یحییٰ بن وثاب رضی اللہ

آپ قاری بھی تھے اور عابد بھی تھے۔ اپنے زمانے میں کوفہ کے اُستاذ قاری تھے۔ امام اعمش رضی اللہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن وثاب رضی اللہ تمام لوگوں سے پیاری قرأت کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات آپ کی پیاری قرأت سن کر میرا دل کرتا کہ میں آپ کے سر کا بوسہ لے لوں۔ جب آپ قرآن پڑھتے تھے تو مسجد میں کوئی حرکت محسوس نہیں ہوتی تھی، یوں لگتا تھا جیسے کوئی مسجد میں موجود ہی نہیں ہے۔

امام اعمش فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن وثاب رضی اللہ جب نماز مکمل کرتے تو بیٹھے رہتے تھے، یوں لگتا تھا کہ جیسے آپ ابھی بھی نماز میں ہی مشغول ہیں۔

امام اعمش ہی فرماتے ہیں کہ میں جب آپ کو دیکھتا تو کہتا: یہ شخص حساب کے لیے کھڑا ہے (یعنی آپ رب تعالیٰ کے حضور اس قدر خشوع، عاجزی اور حضور قلبی سے کھڑے ہوتے تھے)۔ ﴿۲﴾

ابو اسحاق السبعمی رضی اللہ

آپ باعمل علماء میں سے تھے اور آپ کا شمار طویل القدر تابعین میں ہوتا ہے۔ فضیل فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق السبعمی رضی اللہ ہر تین دن میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ ﴿۳﴾

﴿۱﴾ شرح مسلم للنووی: ۷۹/۱.

﴿۲﴾ معرفة القراء الکبار: ۶۳/۱، ۶۴.

﴿۳﴾ سیر أعلام النبلاء: ۵/۳۹۴.

کرز بن ویرة رضی اللہ عنہ

آپ کی عبادت گزاری اور فرماں برواری زبان زد عام تھی۔

آپ نے اپنے پروردگار سے یہ دعا کی تھی کہ وہ انہیں اتنی طاقت اور ہمت دے کہ وہ ایک دن اور ایک رات میں تین مرتبہ قرآن ختم کیا کریں۔

امام ثابت البنانی رضی اللہ عنہ

امام سمعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ بصرہ کے تابعین میں سے تھے اور چالیس سال تک آپ کو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی صحبت کا شرف حاصل رہا۔ آپ بصرہ کے تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے۔

شعبہ فرماتے ہیں کہ امام ثابت رضی اللہ عنہ ایک دن اور رات میں قرآن پڑھ لیا کرتے تھے اور ہمیشہ روزے سے ہوا کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

امام کردری رضی اللہ عنہ اپنی کتاب مناقب الامام ابی حنیفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ ایک دن اور ایک رات میں قرآن ختم کیا کرتے تھے اور ماہ رمضان میں روزانہ دو مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے، ایک مرتبہ دن کے وقت اور ایک مرتبہ رات کے وقت۔

امام ابن المبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ دو رکعتوں میں قرآن جمع کر لیا کرتے تھے (یعنی مکمل پڑھ لیا کرتے تھے)۔

اسی طرح انہوں نے فرمایا: ائمہ میں سے چار اصحاب نے دو رکعتوں میں مکمل قرآن پڑھا ہے: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔

اسد بن عمرو سے منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ رات کے وقت ایک ہی رکعت میں قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱ سیر أعلام النبلاء: ۶/ ۸۵.

۲ حلیۃ الأولیاء: ۲/ ۲۱۹.

مسعر بن کدام بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ میں اس کی قراءت سننے لگا تو اس نے قرآن کا ساتواں حصہ پڑھ لیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اب یہ رکوع کر دے گا، لیکن وہ پھر پڑھنے لگا اور ایک تہائی قرآن پڑھ لیا، پھر آدھا قرآن ہو گیا، پھر پڑھتا ہی گیا، یہاں تک کہ ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیا۔ میں نے دیکھا تو وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

واصل بن عبد الرحمن البصری رحمۃ اللہ علیہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابوداؤد الطیلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: واصل رحمۃ اللہ علیہ روزانہ رات کو قرآن ختم کیا کرتے تھے۔<sup>❶</sup>

وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ

یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سفر و حضر میں ان کی صحبت میں رہا ہوں، آپ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور ہر رات ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

محمد بن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وکیع رحمۃ اللہ علیہ عبادان میں چالیس روز ٹھہرے، اس دوران آپ نے چالیس مرتبہ قرآن ختم کیا اور چالیس ہزار درہم صدقہ و خیرات کیے۔

مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مسعر نے کہا: میرے والد اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک آدھے قرآن کی تلاوت نہ کر لیتے تھے۔<sup>❷</sup>

حسن بن صالح ثوری رحمۃ اللہ علیہ

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صالح رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں بیٹوں؛ حسن اور علی نے اور ان کی والدہ نے رات کے تین حصے کیے ہوئے تھے، وہ روزانہ اپنے گھر میں ایک مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ ان تینوں میں سے ہر رات کا ایک تہائی حصہ قیام کرتا اور اس میں قرآن کریم

❶ العبر للذہبی: ۲۱۸/۱۔

❷ تہذیب التہذیب لابن حجر: ۱۱۵/۱۰۔

کی تلاوت کرتا۔ پھر جب ان کی والدہ کی وفات ہو گئی تو وہ دونوں آدھا آدھا پڑھ کر قرآن ختم کرنے لگے۔ پھر علی رضی اللہ عنہما رحلت فرما گئے تو حسن رضی اللہ عنہما اکیلے ہی ہر رات قرآن ختم کیا کرتے تھے۔<sup>۱۱۱</sup>

امام ابو محمد عبداللہ بن ادریس بن یزید الادوی رضی اللہ

امام نووی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان کی امامت و جلالت، اتقان و فضیلت اور ورع و عبادت پر سب کا اتفاق ہے۔ منقول ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کی بیٹی رونے لگ گئی، انہوں نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: رومت، کیونکہ میں نے اس گھر میں چار ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا ہے۔<sup>۱۱۲</sup>

عبدالرحمان بن قاسم رضی اللہ

آپ مصر کے امام اور امام مالک رضی اللہ عنہما کے شاگرد تھے۔

اسد بن فرات بیان کرتے ہیں کہ امام ابن القاسم رضی اللہ عنہ ہر دن اور رات میں دو مرتبہ قرآن مکمل کیا کرتے تھے۔ جب آپ قرآن ختم کرتے تو میرے والد مجھ میں علم کا شوق و رغبت پیدا کرنے کے لیے مجھے آپ کے پاس لے آتے ہوتے تھے۔<sup>۱۱۳</sup>

امام یحییٰ بن سعید بن القطان رضی اللہ

آپ کو ”امیر المؤمنین فی الحدیث“ کا لقب ملا ہے۔

امام یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیس سال تک ہر رات قرآن ختم کیا کرتے تھے۔<sup>۱۱۴</sup>

عمرو بن علی بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان رضی اللہ عنہ ایک دن اور رات میں قرآن ختم کیا کرتے تھے۔<sup>۱۱۵</sup>

۱۱۱ تہذیب التہذیب: ۲/ ۲۸۸۔

۱۱۲ سیر أعلام النبلاء: ۹/ ۱۲۱۔

۱۱۳ سیر أعلام النبلاء: ۹/ ۱۷۷-۱۷۸۔

۱۱۴ شرح مسلم: ۱/ ۷۸-۷۹۔

۱۱۵ سیر أعلام النبلاء: ۹/ ۱۷۹۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم یحییٰ بن سعید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے سورۃ الدخان پڑھی۔ یحییٰ رحمہ اللہ نے یہ سورت سنی تو آپ کی چیخ نکل گئی اور غشی طاری ہو گئی۔<sup>❶</sup>

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ اپنے ساتھ تسبیح لایا کرتے تھے، آپ اپنا ہاتھ کپڑوں میں ڈالتے اور تسبیح کرنے لگ جاتے۔<sup>❷</sup>

امام شافعی رحمہ اللہ

آپ کو ”امام الدنیا“ اور ”ناصر النبی“ کے القاب سے ملقب کیا جاتا ہے۔

حسین انکراہیسی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ گزاری تو میں نے دیکھا کہ آپ نے ایک تہائی رات تک نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو پچاس آیات سے زائد پڑھتے نہیں سنا اور جب آپ زیادہ پڑھتے تو سو آیات تک پڑھتے تھے۔ آپ جب بھی کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں رحمہ خداوندی کا ذکر ہوتا تو آپ اللہ سے اس کی رحمت مانگنے لگتے اور جب کوئی ایسی آیت پڑھتے کہ جس میں عذاب الہی کا ذکر ہوتا تو آپ عذاب سے اس کی پناہ مانگنے لگتے، گویا کہ آپ میں خوف اور امید دونوں ہی یکجا تھیں۔<sup>❸</sup>

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ربیع بن سلیمان نے فرمایا: امام شافعی رحمہ اللہ ماہ رمضان میں ساٹھ مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ ساری قراءت آپ نماز میں ہی کیا کرتے تھے۔<sup>❹</sup>

ربیع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ راتیں امام شافعی رحمہ اللہ کے گھر میں سویا تو میں نے دیکھا کہ آپ رات کا صرف کچھ ہی حصہ سوتے تھے۔ امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام

❶ سیر أعلام النبلاء: ۹/ ۱۸۰.

❷ سیر أعلام النبلاء: ۹/ ۱۷۸ - ۱۸۰.

❸ سیر أعلام النبلاء: ۱۰/ ۳۵ - مناقب الرازی، ص: ۱۲۷.

❹ سیر أعلام النبلاء: ۱۰/ ۳۶ - آداب الشافعی، ص: ۱۰۱ - مناقب الشافعی للرازی،

ص: ۱۲۷ - تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۱/ ۱۵.

شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔<sup>❶</sup>

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی ایک دن اور رات میں تین سو رکعات پڑھا کرتے تھے۔ جب کوڑے لگنے کی وجہ سے بیمار ہو گئے تو تب آپ پر بہت کمزوری چھا گئی، اس لیے پھر شب و روز میں ایک سو پچاس رکعات پڑھا کرتے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر اسی برس کے قریب تھی۔<sup>❷</sup>

اے عبادت و استقامت کے پیکر امام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیسے فضل و شرف سے نوازا ہے کہ آپ کی ایک الگ ہی دنیا ہے اور لوگ کسی اور ہی دنیا میں بھٹکے پھر رہے ہیں۔ آپ تو گویا زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہیں:

أَنْتَ تَذَرِي أَيُّهَا الْجِجِرَانُ عَنَا  
كَيْفَ فَوْقَ الشَّمْسِ أَرْمَانَا حَلَلْنَا

”اے پڑوسی! کیا تو ہمارے بارے میں جانتا ہے؟ کہ کیسے ہم نے سورج کے اوپر سخت زمانے کاٹے ہیں۔“

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک منزل (یعنی قرآن کا ساتواں حصہ) پڑھا کرتے تھے اور یوں ایک ہفتے میں قرآن مکمل کر لیا کرتے تھے۔ آپ قرآن کی تکمیل صرف رات کی نمازوں میں ہی کیا کرتے تھے، دن کے نوافل اس کے علاوہ ہوتے تھے۔ جب آپ عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو کچھ دیر سو جاتے تھے، پھر اٹھ کر صبح تک نوافل پڑھتے اور دعا کرتے رہتے۔<sup>❸</sup>

ہلال بن العلاء بیان کرتے ہیں کہ امام شافعی، یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

❶ تہذیب الأسماء واللغات: ۱/ ۵۴.

❷ حلیۃ الأولیاء: ۱۸۱/۹.

❸ مناقب الامام احمد، ص: ۳۵۷.

مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ کے قریب پہنچے تو ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو لیٹ کر سو گئے، یحییٰ بن معین بھی لیٹے اور سو گئے لیکن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھنے لگ گئے۔ جب صبح ہوئی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے مسلمانوں کے لیے دو سو مسائل کا حل نکالا ہے۔ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: آپ نے کیا کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سو جھوٹے لوگوں کو دُور بھگایا ہے (یعنی آپ کی حدیث مبارکہ کی صحت و ضعف کی جانچ پڑتال کر کے)۔ پھر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ نے کیا کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے کچھ رکعت نماز پڑھی؛ جس میں پورا قرآن ختم کیا۔

ابوالعباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ

ابوالحسن محمد بن علی بیان کرتے ہیں کہ میں آداب سیکھنے کے لیے کچھ سال ابوالعباس بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا ہوں۔ آپ روزانہ ایک مرتبہ مکمل قرآن پڑھا کرتے تھے اور ہر ماہ رمضان میں ایک دن اور رات میں تین مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔<sup>۱۱۱</sup>

دشمر بن حارث الحافی رحمۃ اللہ علیہ

امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ روزانہ پانچ سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ دشمر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر کھودی اور اس میں قرآن ختم کیا۔ ان کا ورد ایک تہائی قرآن ہوتا تھا۔<sup>۱۱۲</sup>

عبدالرحمان بن محمدی رحمۃ اللہ علیہ

امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزانہ رات کو نصف قرآن پڑھنا عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا۔<sup>۱۱۳</sup>

۱۱۱ حلیۃ الأولیاء: ۱۰/۳۰۲.

۱۱۲ سیر أعلام النبلاء: ۸/۳۶۰.

۱۱۳ سیر أعلام النبلاء: ۹/۲۰۳.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب ہی جلالت تھی، وہ جب بھی قرآن سنتے تھے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔

عطاء بن السائب رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عطاء بن سائب ثقہ اور نیک شخصیت تھے۔ جس نے بھی ان سے پہلے پہل کوئی بات سنی وہ درست ہے۔ آپ ہر رات ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔

عمیر بن حانی العجسی الدرانی

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمیر بن حانی قدری تھے۔ یہ روزانہ ایک لاکھ تسبیحات کیا کرتے تھے۔

بکر بن سہل بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام مفسر اور قاری تھے۔

قرآن کو کم ترین مدت میں مکمل کرنے والوں میں آپ کا بھی ایک نام ہے۔

ابوقبیصہ محمد بن عبدالرحمان الفصی رحمۃ اللہ علیہ

اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوقبیصہ الفصی رحمۃ اللہ علیہ بہت تیز قرآن پڑھا کرتے تھے۔ میں نے ایک روز ان سے سوال کیا کہ آپ نے ایک دن میں زیادہ سے زیادہ کتنا قرآن پڑھا ہے؟ تو انہوں نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا۔ لیکن میرے مسلسل پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ میں نے گرمی کے موسم میں ایک دن چار مرتبہ قرآن ختم کیا اور پانچویں مرتبہ سورۃ التوبہ تک پہنچ گیا تھا، اور پھر میں نے عصر کی اذان کہی (یعنی ابھی دن مکمل بھی نہیں ہوا تھا)۔

اسماعیل فرماتے ہیں کہ آپ اہل صدق میں سے تھے، یعنی آپ کا یہ بیان جھوٹ

❶ سیر اعلام النبلاء: ۱۵۳/۹۔

❷ التعليق على الرحلة للخطيب البغدادي لنور الدين عتر، ص: ۱۴۲۔

❸ سیر اعلام النبلاء: ۲۱۷/۱۳۔

نہیں ہو سکتا۔<sup>❶</sup>

ابوبکر محمد بن علی بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بیان کیا جاتا ہے کہ کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے طواف کے دوران بارہ ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا تھا اور ان کا شمار اولیاء میں ہوتا ہے۔<sup>❷</sup>

ابوہصل القطان احمد بن محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ابو عبد اللہ بن بشر القطان کہتے ہیں کہ میں نے ابوہصل بن زیاد سے زیادہ اچھا قرآن پڑھتے کوئی نہیں دیکھا۔ وہ ہمارے پڑوسی تھے۔ ان کے مسلسل نماز تہجد کی ادائیگی، تلاوت قرآن کے اہتمام اور درس قرآن کی کثرت کی وجہ سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے قرآن ان کی دو آنکھوں کے درمیان میں رہتا ہے۔<sup>❸</sup>

ابو عبد اللہ احمد بن حرب بن فیروز رحمۃ اللہ علیہ

ذکر یا بن دلو یہ بیان کرتے ہیں کہ احمد بن حرب جب اپنی مونچھیں ترشوانے کے لیے جام کے آگے بیٹھتے تھے تو اس وقت بھی ذکر الہی کرتے رہتے تھے۔ جام آپ سے کہتا کہ خاموش ہو جائیے۔ لیکن آپ فرماتے: تم اپنا کام کرو اور مجھے میرا کام کرنے دو۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ جام آپ کے ہونٹ کاٹ دیتا لیکن آپ ذکر خداوندی میں اس قدر منہمک ہوتے کہ آپ کو پتا بھی نہ چلتا۔

محمد بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ احمد بن حرب بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ بچوں کے پاس سے گزرے جو کھیل رہے تھے، ان میں سے ایک بولا: ٹھہر جاؤ، احمد بن حرب جارہے ہیں، یہ رات کو سوتے نہیں ہیں (بلکہ قیام کرتے رہتے ہیں)۔ آپ نے جب یہ سنا تو ٹٹھی میں اپنی داڑھی مبارک پکڑ کر خود سے کہنے لگے: بچے تجھ سے ڈر رہے ہیں اور تو سویا رہتا ہے؟ پھر اس

❶ تاریخ بغداد: ۲/۳۱۵-سیر اعلام النبلاء: ۱۳/۴۹۲۔

❷ سیر اعلام النبلاء: ۱۴/۵۳۵۔

❸ تاریخ بغداد: ۵/۲۴۵-سیر اعلام النبلاء: ۱۵/۵۲۱۔

کے بعد آپ تادمِ وفات رات کو جاگتے ہی رہتے تھے۔<sup>❶</sup>  
 یحییٰ بن یحییٰ اشمی فرماتے ہیں: اگر ابدال میں سے احمد بن حرب نہ ہوتے تو مجھے معلوم ہی نہیں ہونا تھا کہ یہ ابدال کون لوگ ہیں؟!<sup>❷</sup>

احمد بن حرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے پچاس سال تک اللہ کی عبادت کی اور میں نے تب تک عبادت میں مٹھاس محسوس نہیں کی تھی جب تک میں نے تین چیزوں کو ترک نہیں کر دیا: میں نے لوگوں کی خوشنودی چاہنے کی فکر چھوڑ دی؛ یہاں تک کہ میں حق بات کہنے لگ گیا، میں نے فاسقوں کی صحبت چھوڑ دی؛ یہاں تک کہ میں نے نیکوکار لوگوں کی صحبت اختیار کر لی اور میں نے دنیا کی مٹھاس ترک کر دی؛ یہاں تک کہ مجھے آخرت کی مٹھاس حاصل ہو گئی۔<sup>❸</sup>  
محمد بن ابی محمد ابوشجاع ابن المقرن البغدادی رضی اللہ عنہ

آپ ساٹھ سال تک پڑھانے اور سکھانے کی مسند پر جلوہ نشین رہے، یہاں تک کہ آپ نے بوڑھوں، بچوں اور پوتوں نواسوں تک کو فقط رضائے الہی کے حصول کی خاطر قرآن پڑھایا اور سکھایا۔ آپ کسی سے کچھ بھی معاوضہ نہیں لیا کرتے تھے بلکہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔<sup>❹</sup>

ابوالعلاء الہمدانی العطار المقرنی رضی اللہ عنہ

آپ فرماتے تھے: میں بغداد کی مسجد میں راتیں گزارتا ہوں اور باجرے کی روٹی کھاتا ہوں۔ عبد القادر فرماتے ہیں: آپ کو اس قدر عظمت و شان حاصل ہوئی کہ آپ جس بھی بستی یا شہر کے پاس سے گزرتے اور جو بھی آپ کو دیکھتا وہ کھڑا ہو کر آپ کے لیے دعا کرتا، یہاں تک کہ بچے اور یہودی بھی آپ کو دعائیں دیتے۔ آپ آدھے دن تک قرآن پڑھاتے تھے اور باقی آدھا دن حدیث کا درس دیتے تھے۔ سنت آپ کا اعتقاداً و عملاً اڑھنا بچھونا بن گئی

❶ سیر أعلام النبلاء: ۱۱/۳۲-۳۳.

❷ سیر أعلام النبلاء: ۱۱/۳۴.

❸ معرفة القراء الکبار: ۲/۵۶۹.

تھی۔ آپ وضوء کے بغیر حدیث مبارکہ کو ہاتھ نہیں لگایا کرتے تھے۔ ﴿﴾  
اللہ کی نظر میں ایسے اہل قرآن کا کیا ہی فضل و کمال اور مقام و مرتبہ ہوگا جن کی قرآن کے ساتھ اس قدر والہانہ عقیدت تھی!

جلیل القدر صحابی سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کا قیام اللیل ملاحظہ فرمائیے کہ انہیں نماز پڑھتے ہوئے تیر بھی لگے لیکن انہوں نے اپنی نماز بھی جاری رکھی اور قرآن کی تلاوت بھی منقطع نہیں کی، اور بعد میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے: میں ایک سورت پڑھ رہا تھا تو میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ میں اسے درمیان میں ہی چھوڑ دوں۔

عردہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روزانہ قرآن کا ایک چوتھائی حصہ ناظرہ پڑھا کرتے تھے اور پھر قیام اللیل میں بھی اسی کی تلاوت کرتے تھے۔ آپ کا یہ سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا، سوائے اس رات کے جس رات آپ کی ٹانگ کاٹی گئی تھی۔

ابن ابی مقرون اور ابن العطار رضی اللہ عنہما ایک لمبے عرصے تک قرآن پڑھانے کی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو اپنی رحمت کا آب بہا رہا، انہیں نور سے بھر دے اور انہیں تاقیامت شاداب رکھے۔

ابن نابلسی رضی اللہ عنہ

الامام القدوة الشہید ابو بکر محمد بن احمد بن سہل المعروف بابن نابلسی رضی اللہ عنہ۔ الحافظ ابو ذر فرماتے ہیں: فاطمیوں نے آپ کو قید میں ڈالا اور پھر سولی چڑھا دیا۔ میں نے امام دارقطنی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ آپ کا تذکرہ کر رہے تھے اور روتے ہوئے کہہ رہے تھے: جب ان کی کھال کھینچی جا رہی تھی تو وہ فرما رہے تھے:

﴿كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا﴾

”یہ کتاب میں لکھا ہوا تھا۔“

ابو الفرج ابن الفرج لکھتے ہیں کہ مصر کے حاکم ابوتیم نے ابو بکر النابلسی رضی اللہ عنہ سے کہا:

مجھے پتا چلا ہے کہ تم کہتے ہو اگر آدمی کے پاس دس تیر ہوں تو وہ ایک تیر و میوں کو مارے اور نو تیر ہمیں مارے۔ انہوں نے کہا: میں نے ایسی بات نہیں کہی، بلکہ میں نے تو یہ کہا ہے کہ اگر کسی آدمی کے پاس دس تیر ہوں تو وہ نو تیر تم لوگوں کو مارے اور دسواں بھی تمہیں ہی مار دے، کیونکہ تم لسانی و علاقائی تعصب پھیلا رہے ہو، تم نے کتنے ہی نیک لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور تم نور الوہیت کے بھی دعویدار ہو۔ یہ سن کر اس نے آپ کو پکڑ لیا اور زد و کوب کرنے لگا، پھر ایک یہودی کو حکم دیا تو اس نے آپ کی کھال کھینچ دی۔

معمر بن احمد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک ثقہ راوی نے بتلایا کہ ابو بکر النابلسی کی کھال کو سر کی مانگ کی جانب سے کھینچنا شروع کیا گیا تھا، یہاں تک کہ چہرے تک پہنچ گئے۔ آپ مسلسل اللہ کا ذکر کیے جا رہے تھے۔ پھر سینے تک کھال کھینچ لی گئی تو اس یہودی کو آپ پر رحم آ گیا، چنانچہ اس نے آپ کے دل پر چھری کا ایک ہی وار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مجھے ایک ثقہ راوی نے بتلایا کہ آپ حدیث و فقہ کے امام تھے اور کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ جب آپ کی کھال کھینچی گئی تو آپ کے جسم سے قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔<sup>❶</sup>

ابو بشر احمد بن محمد بن حسنویہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابن کثیر رقم فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا بیان ہے کہ آپ ہر رات ایک مرتبہ قرآن ختم کیا کرتے تھے۔<sup>❷</sup>

جعفر بن حسن الدرزی بجانہ حبلی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شدت سے اہتمام کیا کرتے تھے۔ آپ صیام و قیام پر مداومت اختیار کرتے تھے۔ آپ نے بے شمار مرتبہ قرآن مکمل کیا اور ایک رکعت میں ایک مرتبہ قرآن ختم

❶ سیر أعلام النبلاء: ۱۶/۱۴۸ - ۱۴۹.

❷ اللباب فی تہذیب الأنساب: ۱/۳۰۰.

کر لیتے تھے۔ آپ کی وفات سجدے کی حالت میں ہوئی۔<sup>❶</sup>

ابوالحسن الباہلی رحمۃ اللہ علیہ

ابو اسحاق الاسفرائینی فرماتے ہیں کہ میں اپنے استاذ ابوالحسن الباہلی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں اس طرح بیٹھا ہوتا تھا جس طرح سمندر میں قطرہ ہوتا ہے (یعنی آپ کے حلقہ درس میں لوگوں کا اس قدر جم غفیر ہوتا تھا)۔

ابن الباقلائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام باہلی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید اشتغال اور لگاؤ کی بنا پر کسی مجنون شخص جیسے دکھائی دیتے تھے۔<sup>❷</sup>

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے صاحبزادے قاسم کا بیان ہے کہ میرے والد نماز جمعہ اور تلاوت قرآن کا سخت اہتمام کرتے تھے۔ آپ عام دنوں میں ہر جمعے اور ماہ رمضان میں روزانہ ایک مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔ آپ کثرت سے نوافل پڑھتے اور بہت زیادہ اذکار کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے ہر اس لمحے کا اپنے نفس سے محاسبہ کرتے جو اطاعت کے بغیر گزر جاتا تھا۔<sup>❸</sup>

عبدالرحمان بن علی بن مسلم بن الخرقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ فقیہ، عادل اور صالح تھے۔ روزانہ ایک مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔

ابو احمد ابن الصابونی بیان کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے ایک خط لکھا اور اس میں بیان کیا کہ میری بینائی کمزور ہو گئی ہے اور میں بس بیٹھ رہتا ہوں۔ ایک رات مجھے وضوء کی حاجت ہوئی لیکن میرے پاس کوئی موجود نہیں تھا اور شدید اندھیرے کے باعث مجھے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں ابھی سوچ و بچار میں ہی تھا کہ کیا کروں؟ اتنے میں آسمان سے ایک

❶ ذیل طبقات الحنابلة لابن رجب: ۱/ ۱۱۰.

❷ سیر أعلام النبلاء: ۱۶/ ۳۰۴.

❸ سیر أعلام النبلاء: ۲۰/ ۵۶۲.

روشنی آئی اور میرے گھر میں داخل ہو گئی۔ مجھے پانی نظر آ گیا، سو میں نے وضوء کر لیا۔ آپ نے یہ واقعہ اپنے کسی بھائی سے بھی بیان کیا اور اسے وصیت کی کہ وہ یہ واقعہ ان کی وفات کے بعد ہی کسی کو بتائے۔<sup>❶</sup>

ابو عمر محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نمونہ سلف، صالح بزرگ، اللہ کے تابع فرمان، رب سے لو لگائے رکھنے والے، خشوع و اخلاص کے پیکر، عدیم الظہیر، بڑی قدر و منزلت کے حامل، صفات حمیدہ سے متصف اور کثرت سے اذکار و اوراد کا اہتمام کرنے والے تھے۔ بہت کم آنکھیں آپ جیسا کوئی دیکھتی ہیں۔ آپ روزانہ رات کو قرآن کا ساتواں حصہ (یعنی ایک منزل) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے اور دن کے وقت بھی دو نمازوں کے درمیانی وقت میں ساتواں حصہ پڑھ لیتے تھے۔<sup>❷</sup>

احمد بن رضوان بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ قراءت کے موضوع پر مشہور کتاب ”الواضح فی القراءات العشر“ کے مصنف ہیں۔ ابوبکر الخطیب فرماتے ہیں کہ آپ ان قراء میں سے ایک تھے جن کا روایات کے اتقان کے سلسلے میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اس میدان میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ آپ جوانی میں ہی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کے کمال علم کی بنا پر لوگ آپ سے قرآن پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات لوگ جامع مسجد میں جمع ہو گئے اور آپ نے اس رات طلوع فجر سے پہلے پہلے دو مرتبہ قرآن ختم کیا۔<sup>❸</sup>

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

حافظ عمر بن علی بزار رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

❶ سیر أعلام النبلاء: ۱۹۶/۲۱، ۱۹۷.

❷ سیر أعلام النبلاء: ۷/۲۲.

❸ تاریخ بغداد للخطیب: ۱۶۱/۴.

”جہاں تک آپ کی عبادت کا تعلق ہے تو اس کی مثال بھی کم ہی سننے میں آتی ہے کیونکہ آپ اپنا اکثر وقت اسی میں گزارتے تھے۔ آپ نے اپنے معمولات میں کوئی ایسی مصروفیت رکھی ہی نہیں تھی جو آپ کو اللہ کی یاد سے روک سکے۔ آپ کے مشاغل میں اہل و عیال یا مال کی کوئی ایسی مصروفیت نہیں تھی۔ رات کے وقت آپ تمام لوگوں سے الگ تھلگ اللہ کے حضور کھڑے رہتے، آہ وزاری کرتے اور قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے۔ آپ کی یہ عادت معروف تھی کہ فجر کی نماز کے بعد کوئی بھی بلا ضرورت آپ سے گفتگو نہ کرتا۔ آپ اس وقت میں مسلسل ذکر کرتے رہتے اور آواز پست رکھتے، البتہ کبھی کبھار آپ کے ذکر کی آواز آپ کے ساتھ بیٹھا آدمی بھی سن لیتا۔ طلوع آفتاب تک مسلسل آپ اسی عمل میں مصروف رہتے۔“

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں ایک بار شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے پاس آیا، آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور پھر تقریباً نصف النہار تک بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

هَذِهِ عَدْوَتِي ، وَلَوْ لَمْ أَتَغَدَّ الْغَدَاءَ سَقَطَتْ قُوَّتِي .

”یہ میرا ناشتا ہے، اگر میں اپنی صبح کی یہ خوراک نہ لوں تو میری قوت زائل ہو جاتی ہے۔“

اور ایک بار شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اپنے تلمیذ رشید امام ابن القیم رحمہ اللہ سے فرمایا:

”میں ہمیشہ اپنے آرام اور راحت کے لیے کچھ دیر ذکر سے رکتا ہوں تاکہ اس راحت کے بعد پھر ذکر کے لیے تیار ہو سکوں“ یا اس کے قریب قریب کوئی بات

① الأعلام العلیة فی مناقب ابن تیمیة للبنزار، ص: ۳۶-۳۸.

② الوابل الصیب لابن القیم، ص: ۸۴.

ارشاد فرمائی۔“

اور امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ ہی رقم فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا:

”ذکر دل کے لیے ایسے ہی ہے جیسے مچھلی کے لیے پانی۔ مچھلی اگر پانی سے جدا ہو تو اس کی کیا حالت ہو جائے گی، اسی طرح اگر دل میں ذکر خداوندی نہ ہو تو اس کی بھی ایسی ہی حالت ہو جاتی ہے؟“

اور فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ان سے سنا کہ:

”دنیا میں بھی ایک جنت ہے، جو اس جنت میں داخل نہیں ہوا وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔“

یعنی وہ جنت ذکر الہی ہے، جو شخص دنیا میں اللہ کو یاد نہیں کرتا اور اسے فراموش کیے رکھتا ہے وہ آخری جنت سے محروم ہو جاتا ہے۔

ایک بار مجھے فرمایا:

”میرے دشمن میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں، میری جنت اور میرا گلستان میرے سینے میں ہیں، اگر میں چلوں تو میری یہ جنت میرے ساتھ ہی رہتی ہے۔ میری قید خلوت ہے، میرا قتل شہادت ہے اور جلا وطنی میری سیاحت ہے۔“

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جب قلعے میں قید تھے تو فرماتے تھے:

”اگر میں اس قلعے کے برابر سونا خرچ کروں تو بھی اس نعمت کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔“

اور فرمایا:

”میرے لیے یہ لوگ جس خیر کا سبب بنے ہیں، میں اس پر ان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔“

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ انہوں نے مجھے زندان میں ڈال کر قید نہیں کیا بلکہ دنیا کے فُغْل سے میرا ناتہ توڑ کر ذکر و تلاوت اور عبادت و ریاضت کے ذریعے مجھے اللہ

الوَابِل الصَّيْب لابن القیم، ص: ۸۴.

تعالیٰ سے رابطہ استوار کرنے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔

آپ ﷺ قید کے دنوں میں اپنے سجدوں میں یہ دُعا فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ .

”اے اللہ! اپنے ذکر، اپنے شکر اور اچھے انداز سے اپنی عبادت کے سلسلے میں

میری مدد فرما۔“

ایک بار مجھے فرمانے لگے:

”اصل اسیرہ ہے جس کا دل رب تعالیٰ سے دُور ہو اور اصل قیدی وہ ہے جو اپنی

خواہش کے بندھن میں قید ہو۔“

جب آپ قلعے میں داخل ہوئے اور اس کی دیوار پناہ کے اندر چلے گئے تو اس پر نظر ڈالی

اور یہ آیت پڑھی:

﴿ فَضْرَبَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ لَّهُ بَابٌ مَّبْطُورَةٌ فِيهِ الرِّحْمَةُ وَظَاهِرَةٌ مِنْ قِبَلِهِ

الْعَذَابُ ۗ ﴾ [الحديد: ۱۳]

”ان کے سامنے ایک دیوار کھڑی کر دی گئی جس میں ایک دروازہ ہے، اس دیوار

کے اندر رحمت ہے اور باہر والی جانب عذاب۔“<sup>[۱]</sup>

یہ سب کچھ اس لیے فرمایا کہ قید خانے میں آپ صرف تلاوت قرآن تک محدود ہو گئے

تھے کیونکہ انہوں نے آپ کے اقلام، آپ کی کتابیں اور آپ کی کاپیاں ضبط کر لی تھیں۔

قلعہ میں اسیری کے دوران آپ نے اسی (۸۰) یا اکیاسی (۸۱) بار قرآن ختم فرمایا۔

آخری ختم کے دوران آپ سورۃ القمر تک پڑھ پائے تھے کہ زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ باقی

ماندہ حصہ آپ کی وفات کے بعد اس حالت میں آپ پر پڑھا گیا کہ آپ کفن میں ملبوس

تھے۔ ہر روز آپ تین پارے پڑھتے تھے اور یوں دس دن میں ختم کر لیتے۔ یہ تفصیل مجھے

آپ کے بھائی زین الدین نے سنائی۔<sup>[۲]</sup>

[۱] الوابل الصیب، ص: ۹۴۔

[۲] العقود الدرّیة فی مناقب شیخ الاسلام ابن تیمیہ للحافظ ابن عبدہادی: ص ۳۶۸۔

## ذکر و تلاوت کی لذت

وہ ذات نہایت پاک ہے جس نے اپنی ملاقات سے پہلے اپنے بندوں کو جنت دکھا دی اور دارالعمل میں ہی ان کے لیے جنت کے دروازے وا کر دیے، جس سے بندوں کو جنت کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آئے اور ان کے اعضاء میں اس کی طلب اور اسے پانے کے لیے مقابلے کی قوت پیدا ہو گئی۔

اگر انہیں احساس ہو جائے!

ایک عارف کا قول ہے:

”اگر بادشاہ اور شہزادے اس لذت کا احساس پالیں جو ہمیں نصیب ہے تو ہم سے یہ لذت چھیننے کے لیے تلواروں کے ساتھ جھگڑا کریں۔“

سب سے لذیذ چیز

ایک بزرگ کا قول ہے:

”اہل دنیا کے مساکین دنیا سے اٹھ گئے لیکن دنیا کی سب سے لذیذ چیز نہ چکھ سکے۔“ پوچھا گیا کہ سب سے لذیذ چیز کون سی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ”اللہ کی محبت و معرفت اور اس کا ذکر۔“

دل ذکر سے جھوم اٹھا!

ایک عارف نے کہا:

”بعض اوقات میرے دل کو ایسی کیفیتیں پیش آتی ہیں جن میں یہ خوشی سے جھومنے لگتا ہے۔“

واقعی وہ خوشگوار زندگی ہوگی

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

”بعض اوقات میں ایسے لمحات سے گزرتا ہوں جن میں میں اپنے جی سے کہتا ہوں کہ اگر جنت والے اس قسم کی کیفیت میں ہوں گے تو پھر واقعی وہ خوشگوار زندگی میں ہوں گے۔“

یہی ہے دنیا کی جنت!

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اللہ کی محبت، اس کی معرفت، ہیچگی کے ساتھ اس کا ذکر، اس کے حضور سکون و اطمینان ڈھونڈنا، اسی کا ڈر اور اسی سے امید رکھنا اور اسی پر یوں توکل کرنا کہ تمام تر ارادوں اور مقاصد میں اسی کی ذات پیش نظر ہو، یہی وہ امور ہیں جن کو ’دنیا کی جنت‘ کہا جاتا ہے، یہی وہ نعمت ہے جس کے جیسی کوئی دوسری نعمت نہیں اور یہی محبتیں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور عارفین کی زندگی ہے۔“

تیرے سوا میں کسی کو نہیں چاہتا

قول شاعر ہے:

يَا ذَا الَّذِي أَنَسَ الْفُؤَادُ بِذِكْرِهِ

أَنْتَ الَّذِي مَا إِنْ سِوَاهُ أُرِيدُ

تَفْنَى اللَّيَالِي وَالزَّمَانَ بِأَسْرِهِ

وَهَوَاكَ غَضُّ فِي الْفُؤَادِ جَدِيدُ

”اے وہ ذات کہ جس کے ذکر سے دل مانوس ہوتا ہے! تو ہی وہ ذات ہے کہ جس کے سوا میں کسی کو نہیں چاہتا۔ کتنی راتیں اور زمانے بیت گئے اس کی قید میں لیکن تیرا میلان و محبت اسی طرح دل میں تازہ اور نیا ہے۔“

میرا موضوع گفتگو بس تو ہے!

اللہ کی قسم! شاعر کا یہ قول کس قدر لذیذ ہے:

وَاللّٰهُ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ

إِلَّا وَحُبُّكَ مَقْرُونٌ بِأَنْفَاسِي

وَلَا جَلَسْتُ إِلَى قَوْمٍ أَحَدُهُمْ

إِلَّا وَأَنْتَ حَدِيثِي بَيْنَ جُلَاسِي

”قسم بہ خدا! سورج بھی اس حال میں طلوع یا غروب نہیں ہوا کہ جب تیری

محبت میری سانسوں میں نہ ملی ہوئی ہو۔ میں جب بھی کسی قوم کے پاس باتوں

کے لیے بیٹھا تو میرے ہم نشینوں میں میرا موضوع گفتگو بس تو ہی تھا۔“

تیری محبت کے ہوتے ہوئے

امام فتح الموصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”محبت؛ اللہ کی محبت کے ہوتے ہوئے دنیا کی کسی بھی شے میں لذت نہیں پاتا

اور اللہ کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتا۔“

میں تجھے بھولا ہی کب ہوں؟

قول شاعر ہے:

لَا لِأَنْسَى أَنْسَاكَ أَكْثَرَ ذِكْرِكَ

وَلَكِنْ بِذَلِكَ يَجْرِي لِسَانِي

”میں تمہیں اس لیے کثرت سے یاد نہیں کرتا ہوں کہ میں تجھے بھول گیا ہوتا ہوں

بلکہ میری یہ عادت اس لیے ہے کہ میری زبان پر ہر لمحہ جاری ہی تیرا ذکر رہتا ہے۔“

میرے تن بدن میں تیری یاد ہے!

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

خَطَرَاتُ ذِكْرِي تَسْتَشِيرُ مَوَدَّتِي  
 وَأَجْسٌ مِنْهَا فِي الْفُؤَادِ دَيْبَا  
 لَا عُضْوَلِي إِلَّا وَفِيهِ مَحَبَّةٌ  
 فَكَأَنَّ أَعْضَائِي خُلِقْنَ قُلُوبًا

”میری یاد کے کھٹکے میری محبت سے مشورہ مانگتے ہیں اور میں ان سے دل میں ایک آہٹ سی محسوس کر رہا ہوں۔ میرا کوئی عضو ایسا نہیں جس میں تیری محبت نہ ہو، گویا کہ میرے تمام اعضاء ہی کو دل بنا دیا گیا ہے۔“

تیرا ذکر میری زباں پہ جاری ہے!

اللہ سے محبت کرنے والے کا دل اللہ ہی میں محور ہوتا ہے، وہ کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے اور تمام تر ممکنہ وسائل اور نوافل کے ذریعے اس کی رضا ڈھونڈنے میں لگا رہتا ہے۔  
 بہ قول شاعر:

إِذَا نَسِيَ النَّاسُ الْعُهُودَ وَأَغْفَلُوا  
 فَعَهْدُكَ فِي قَلْبِي وَذِكْرُكَ فِي فَمِي

”اگرچہ لوگ اپنے پیمان اور وعدے فراموش کر چکے ہیں لیکن تیرا پیمان میرے دل میں بدستور تازہ ہے اور تیرا ذکر میری زبان پر جاری ہے۔“  
 اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

ذَكَرْتُكَ لَا أَنْسِي نَسِيَتَكَ لِحِظَّةٍ  
 وَأَهْوَنُ مَا فِي الذُّكْرِ ذِكْرُ لِسَانِي

”میں تجھے یاد رکھتا ہوں اور ایک لمحے کے لیے بھی نہیں بھولتا۔ یاد رکھنے میں جو سب سے معمولی کام ہے وہ میری زبان کا ذکر ہے۔“

جنت کے باغیچوں میں قدم رکھیں

بلند ہمت آدمی ذکر کے بے پایاں ثواب پر نگاہ رکھتے ہوئے ہمیشگی سے ذکر کرتا رہتا

ہے، بالخصوص کچھ خاص اذکار۔

اگر کوئی آدمی دنیا ہی میں جنت کے باغیچوں میں قدم رکھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ذکر کی مجلسوں میں بیٹھے، کیونکہ یہی جنت کے باغیچے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، ارْتَعُوا فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ))

”اے لوگو! جنت کے باغیچوں سے شاد کام ہو لیا کرو۔“

ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جنت کے باغیچے کون سے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَجَالِسُ الذِّكْرِ))

”ذکر کی مجلسیں۔“

پھر فرمایا:

((اغْدُوا وَرَوْحُوا وَاذْكُرُوا، فَمَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَتَهُ عِنْدَ اللَّهِ فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةَ اللَّهِ تَعَالَى عِنْدَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنَزِلُ الْعَبْدَ مِنْهُ حَيْثُ أَنْزَلَهُ مِنْ نَفْسِهِ))

”صبح شام ان میں جایا کرو اور ذکر کیا کرو، جو شخص اللہ کے ہاں اپنا مقام معلوم کرنا چاہتا ہو؛ اسے چاہیے کہ خود اپنی جانب دیکھ لے کہ اللہ کا اس کے ہاں کیا مقام ہے، کیونکہ اللہ بھی بندے کو اسی مرتبے پر رکھتا ہے جس مرتبے پر بندہ اللہ کو رکھے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا))

مسند أبی یعلیٰ الموصلی: ۱۸۶۵۔ المستدرک للحاکم: ۱۸۲۰۔ شعب الایمان

لبیہقی: ۵۲۵۔

”جب تم جنت کے باغات کے پاس سے گزرو تو کچھ کھا لیا کرو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جنت کے باغات کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((حَلَقُ الذَّخْرِ))

”ذکر کے حلقے۔“

جنت کے محلات ذکر ہی سے تیار کیے جاتے ہیں، اگر ذکر کرنے والا ذکر سے رُک جائے تو فرشتے بھی تعمیر روک دیتے ہیں۔

ذکر و تلاوت؛ جنت کے پھل پھول اور عمارتیں

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِي بِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَقْرَبُ أُمَّتِكَ مِثْنَى السَّلَامِ وَأَخْبِرُهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيَعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ))

”معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اے محمد! اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ جنت کی زمین بڑی زرخیز اور پانی بہت بیٹھا ہے لیکن وہ چھیل میدان ہے، اس کے گل بوٹے سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ کے کلمات ہیں۔“

ذکر خداوندی ہی جنت کے پھل پھول اور عمارت ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ جنت میں مومنین کے گھر بنانے والے فرشتوں کے متعلق لوگوں سے فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ قربان ہوں! اللہ کا ذکر کر کے جنت میں اپنے گھروں کی تعمیر میں ان فرشتوں کی مدد کیا کرو۔

سنن الترمذی: ۳۵۱۰.

www.KitaboSunnat.com

سنن الترمذی: ۳۴۶۲.

### اے فرشتو! خوش آمدید

ایک عبادت گزار کو مجالس ذکر میں فرشتوں کی موجودگی کا ہمتا چل جاتا تھا، چنانچہ وہ جب ذکر شروع کرنے لگتے تو کہتے: اے میرے رب کے فرشتو! خوش آمدید، میں آج آپ کو خیر و بھلائی سے محروم نہیں کروں گا (یعنی اللہ کا ذکر ضرور کروں گا) سو تم بھی اللہ کی برکت کو وصول کرو۔

### اللہ تعالیٰ فخر کا اظہار کرتا ہے!

اللہ تعالیٰ اپنا ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کرتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلَقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟  
 قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ، قَالَ اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا:  
 وَاللَّهِ مَا أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً  
 لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي، وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلَقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((مَا أَجْلَسَكُمْ؟))  
 قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنْ  
 بِهِ عَلَيْنَا، قَالَ: ((اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟)) قَالُوا: وَاللَّهِ مَا  
 أَجْلَسْنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: ((أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ،  
 وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبَاهِي بِكُمْ  
 الْمَلَائِكَةَ))

”معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں لوگوں کا ایک حلقہ دیکھا تو پوچھا: تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ وہ بولے: ہم اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا اللہ

کی قسم! تمہیں صرف اسی مقصد نے یہاں بٹھایا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں صرف اسی مقصد نے یہاں بٹھایا ہوا ہے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمہیں اس لیے قسم نہیں دی کہ تمہیں جھوٹا سمجھا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں میرا جو رتبہ تھا اس رتبے کے لوگوں میں کوئی مجھ سے کم احادیث روایت کرنے والا بھی نہیں ہے (یعنی میں نے سب سے کم احادیث روایت کی ہیں اور ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ) ایک بار رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے تو پوچھا: کہ تمہیں یہاں کس مقصد نے بٹھا رکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اس کا شکر ادا کرنے کے لیے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں ہدایت سے سرفراز کیا۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا اللہ کی قسم! تمہیں واقعی صرف اسی مقصد نے بٹھایا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہمیں صرف اسی مقصد نے یہاں بٹھایا ہوا ہے (اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے)۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم لوگوں کو قسم اس لیے نہیں دی کہ میں نے تمہیں جھوٹا سمجھا ہے بلکہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کر رہا ہے۔“

رب تعالیٰ کی طرف سے اس عمل پر فخر کا اظہار کیا جانا اس بات پر دلیل ہے کہ اس کی نظر میں ذکر کا بہت مقام و مرتبہ اور بڑی فضیلت ہے اور دیگر اعمال کی بہ نسبت اسے اس عمل سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

ذاکرین کی مجلس نشینی کے فوائد

اس حدیث مبارکہ: ”ذکر کرنے والے ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ ویسے ہی بیٹھ جانے والا شخص بھی نامراد نہیں لوٹتا۔“ کی رُو سے واضح ہوتا ہے کہ ان مبارک لوگوں کی خود پر بھی برکتیں ہوتی ہیں اور ان کی مجلس میں شریک ہونے والے بھی ان برکات سے محروم

نہیں رہتے۔

یاد رکھیے کہ ذکر کی مجلسیں فرشتوں کی مجالس ہوتی ہیں جبکہ غفلت کی مجلسیں شیطان کی مجالس ہوتی ہیں۔ سو جس شخص کی نسبت جس کی طرف ہوگی وہ اسی کی شکل و صورت اور شبہت اختیار کرے گا اور ہر آدمی ادھر ہی جائے گا جس کی طرف اس کو منسوب کیا جاتا ہے۔ ذکر الہی؛ ایسا عمل ہے کہ جو بندے پر رحمت خداوندی کا موجب بن جاتا ہے۔ جس شخص پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی برکھا برساتا رہے اور فرشتے اس کے حق میں رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں؛ یقیناً وہ کامل طور پر فوز و فلاح سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ اے غافل انسان! تجھ پر افسوس! تو کیوں اپنے رب کی رحمت و عنایت اور اس کے فضل و کرم سے خود ہی محروم ہوا پڑا ہے!

### یاد کے بدلے میں یاد

ذکر کے بدلے میں اچھا ذکر ملتا ہے، یعنی بندہ جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو اس کو وہ ذات یاد کرتی ہے جو اس کی خالق و مالک ہے اور جس کی خوشنودی کی خاطر وہ یہ سب کر رہا ہوتا ہے، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة: ۱۵۲]

”تم مجھے یاد کرو؛ میں تمہیں یاد کروں گا۔“

اگر ذکر خداوندی کا صرف یہی انعام مل جائے تو فضل و شرف کے لحاظ سے یہی بہت ہے۔

### اگر تو آواز سن لیتا!

یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے غافل اور جاہل انسان! اگر تو لوح محفوظ میں قلموں کی آواز سن لیتا کہ وہ تیرا نام اس پیرائے میں لکھ رہی ہیں کہ تو اپنے مولا کو یاد کرتا رہے گا، تو یقیناً تو اپنے مولا سے ملاقات کے شوق میں آخرت کی طرف رخت سفر باندھ جاتا۔

## زندہ و مردہ کے مثل

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ، مَثَلُ الْحَيِّ

وَالْمَيِّتِ))

”جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ شخص کے مانند ہے۔“

کے مانند ہے۔“

مطلب یہ ہے کہ ذکر الہی؛ ذکر کے قلب کی حیات ہے اور اس سے غفلت قلب کی موت ہے اور جس طرح کہ زندہ شخص اپنی زندگی سے بہرہ ور ہوتا ہے اسی طرح ذکر کرنے والا اپنے عمل سے بہرہ ور ہوتا ہے اور جس طرح مرنے کے بعد مردے کو اپنی زندگی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا اسی طرح ذکر الہی سے غافل رہنے والا اپنے عمل سے بہرہ مند نہیں ہوتا۔



## بعض مسنون اذکار کے فضائل

کثرتِ ذکر والے سبقت لے گئے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ))

”مُفْرَدُونَ سبقت لے گئے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مُفْرَدُونَ سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ))

”اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں۔“

جو انعام اس پر ہے؛ وہ کسی پر نہیں

ذکر الہی میں رغبت رکھنے والے لوگ یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو فضیلت اور انعام

اس عمل پر رکھا ہے وہ کسی اور عمل پر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو افضل اور

بہتر عمل قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کون سا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَّ تَمُوتَ وَلِسَانِكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ))

”تجھے اس حالت میں موت آئے کہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر و تازہ ہو۔“

❶ صحیح مسلم: ۲۶۷۶۔

❷ صحیح ابن حبان: ۸۱۸۔

## اس سے افضل کوئی ذکر نہیں!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدَلٌ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيتَ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، يَوْمَهُ ذَلِكَ، حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ .

”جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو تمام تر تعریفات سزاوار ہیں اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھنے والا ہے۔“

تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے نامہ اعمال میں ایک سونکیاں لکھ دی جاتی ہیں، اس کے ایک سو گناہ مٹا دیے جاتے ہیں، اس دن شام تک وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور اس سے افضل عمل کوئی نہیں کر پاتا، سوائے اس کے جو اتنا ہی عمل کرے یا اس سے زیادہ کرے۔ اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

”اور جو شخص ایک دن میں سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ پڑھتا ہے، اس کے تمام گناہ ختم کر دیے جاتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں۔“  
دُنیا کی تمام چیزوں سے محبوب ذکر

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَأَنْ أَقُولَ سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ))<sup>❶</sup>  
 ”سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھنا میری نظر میں ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی دنیا میں موجود تمام چیزوں سے محبوب ہے)۔“

ہزار نیکیوں کا حصول اور ہزار گناہ معاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

((أَيَعِجْزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟)) فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: ((يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحِطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ))<sup>❷</sup>

”کیا تم روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمانے سے عاجز ہو؟ آپ کی مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے پوچھا: ہم میں سے کوئی روزانہ کس طرح ایک ہزار نیکیاں کما سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ پڑھ لیا کرے، تو اس کے نامہ اعمال میں ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور ایک ہزار گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

❶ صحیح مسلم: ۲۶۹۵۔

❷ صحیح مسلم: ۲۶۹۸۔

فرشتوں میں تذکرہ ہوتا ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((لَا يَذْكُرُنِي عَبْدٌ فِي نَفْسِهِ إِلَّا ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ مِنْ مَلَائِكَتِي،  
وَلَا يَذْكُرُنِي فِي مَلَأٍ إِلَّا ذَكَرْتُهُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى))<sup>❶</sup>

”جو بھی بندہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے؛ میں اس کو فرشتوں کی جماعت میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو رفیقِ اعلیٰ میں یاد کرتا ہوں۔“

عذاب سے نجات دلانے والا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ عَمَلًا أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ  
اللَّهِ))<sup>❷</sup>

”ابنِ آدم ذکرِ الہی سے بڑھ کر ایسا کوئی عمل نہیں کرتا جو اسے اللہ کے عذاب سے نجات دلانے میں زیادہ موثر ہو۔“

انہیں حسرت و افسوس ہونے لگے گا!

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَجْلِسُ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَا يُصَلُّونَ فِيهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِمَا  
يَرَوْنَ مِنَ الثَّوَابِ))<sup>❸</sup>

”جو لوگ کوئی مجلس لگاتے ہیں اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر درود نہیں پڑھتے تو

❶ صحیح الجامع للالبانی: ۴۳۳۵۔

❷ مسند أحمد: ۲۲۷۹۔ صحیح الجامع للالبانی: ۵۶۴۴۔

❸ شعب الایمان للبیہقی: ۱۴۷۰۔ صحیح الجامع للالبانی: ۷۶۲۴۔

وہ (روزِ قیامت) جب اس عمل کا اجر و ثواب دیکھیں گے تو ان کو حسرت و افسوس ہونے لگ جائے گا؛ اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں۔“

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ سَاعَةٍ تَمُرُ بِابْنِ آدَمَ لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ فِيهِ، إِلَّا حَسَرَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))<sup>❶</sup>

”ابنِ آدم کا جو بھی ایسا وقت گزرتا ہے کہ جس میں وہ اللہ کو یاد نہیں کرتا؛ وہ روزِ قیامت اس وقت (کے ضیاع) پر حسرت و افسوس کرے گا۔“

سب سے زیادہ فضیلت والے بندے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْحَمَّادُونَ))<sup>❷</sup>

”یقیناً روزِ قیامت اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے وہ ہوں گے جو (دنیا میں رب تعالیٰ کی) حمد و ستائش بیان کرتے رہے ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ کو سب سے محبوب کلمات

نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، وَلَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ))<sup>❸</sup>

”اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے پسندیدہ کلمات چار ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور اللَّهُ أَكْبَرُ۔ تم ان میں سے جس کو چاہو

❶ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ۱۵۸۴۔ صحیح الجامع للالبانی: ۱۵۷۱۔

❷ مسند أحمد: ۱۹۸۹۵۔

❸ صحیح الجامع للالبانی: ۱۷۳۔

پہلے پڑھ لو؛ کوئی حرج نہیں ہے۔“

نیز فرمایا:

((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: سُبْحَانَ اللَّهِ  
وَيَحْمَدُهُ))<sup>❶</sup>

”اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے پسندیدہ کلمہ یہ ہے کہ بندہ سُبْحَانَ اللَّهِ  
وَيَحْمَدُهُ پڑھے۔“

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((أَحَبُّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مَا اصْطَفَاهُ اللَّهُ لِمَلَائِكَتِهِ:  
سُبْحَانَ رَبِّيَ وَيَحْمَدُهُ، سُبْحَانَ رَبِّيَ وَيَحْمَدُهُ، سُبْحَانَ رَبِّيَ  
وَيَحْمَدُهُ))<sup>❷</sup>

”اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں محبوب ترین کلام وہ ہے جو اس نے اپنے فرشتوں کے لیے  
منتخب فرمائی ہے (یعنی) سُبْحَانَ رَبِّيَ وَيَحْمَدُهُ، سُبْحَانَ رَبِّيَ وَيَحْمَدُهُ،  
سُبْحَانَ رَبِّيَ وَيَحْمَدُهُ ”نہایت پاک ہے میرا پروردگار اپنی تعریفات کے  
ساتھ، نہایت پاک ہے میرا پروردگار اپنی تعریفات کے ساتھ، نہایت پاک ہے  
میرا پروردگار اپنی تعریفات کے ساتھ۔“

افضل ذکر اور افضل دُعا

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ))<sup>❸</sup>

”سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر ”لا إله إلا الله“ ہے اور سب سے زیادہ

❶ صحیح الجامع للالبانی: ۱۷۴.

❷ صحیح الجامع للالبانی: ۱۷۵.

❸ صحیح الجامع للالبانی: ۴۰۱۱.

فضیلت والی دعا ”الحمد لله“ ہے۔“  
میزان میں وزنی اور اللہ کو محبوب کلمے  
 آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ،  
 حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ  
 الْعَظِيمِ))<sup>❶</sup>

”دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر (پڑھنے کے لحاظ سے) تو بہت ہلکے ہیں لیکن  
 میزان میں (اجر و ثواب کے اعتبار سے) بہت وزنی ہیں، اور وہ دونوں رحمان  
 کے ہاں بہت ہی پسندیدہ کلمے ہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ  
 الْعَظِيمِ ”اللہ تعالیٰ اپنی تعریف کے ساتھ بہت پاک ہے، اللہ تعالیٰ بہت  
 پاک اور بہت عظمت والا ہے۔“

تمہارے اب تک کے اذکار سے وزنی

ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بِكُرَّةٍ حِينَ  
 صَلَّى الصُّبْحَ، وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى،  
 وَهِيَ جَالِسَةٌ، فَقَالَ: ((مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ  
 عَلَيْهَا؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ  
 قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ  
 مِنْذُ الْيَوْمِ لَوُزِنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا  
 نَفْسِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ))<sup>❷</sup>

❶ صحیح البخاری: ۶۴۶۔ صحیح مسلم: ۲۶۹۴۔

❷ صحیح مسلم: ۲۷۲۶۔

نبی ﷺ (ایک روز) صبح کے وقت ان کے پاس سے نکلے، اس وقت آپ نے صبح کی نماز پڑھ لی تھی اور سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھی تھیں۔ آپ ﷺ دن چڑھنے کے بعد لوٹے تو دیکھا کہ وہ اب بھی وہیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ابھی تک اسی حالت میں ہو جس میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں، اگر ان کا وزن آج تمہارے اب تک کہے گئے کلمات سے کیا جائے تو یہ بھاری ہو جائیں گے (وہ کلمات یہ ہیں):

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ  
وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ

”اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، اپنی مخلوق کی تعداد کے برابر، اپنے نفس کی رضا مندی کے برابر، اور اپنے عرش کے وزن کے برابر اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔“



## ذکر کی اقسام

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ذکر کی دو اقسام ہیں:  
اول:..... اسماء و صفات کا ذکر

پرو دگار کے اسماء و صفات کا ذکر کرنا اور ان کے ذریعے اس کی تعریف کرنا، اور اسے ان تمام باتوں سے پاک قرار دینا جو اس کی شان کے لائق نہیں ہیں۔  
 اس ذکر کی مزید دو اقسام ہیں:

□ خود ذکر کرنا:

ذکر کرنے والا خود ان اسماء و صفات کے ساتھ اللہ کی تعریف کرے۔ احادیث میں ذکر کی اسی قسم کا بیان ہے مثلاً:

سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللَّهِ  
 وَيَحْمَدُهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ  
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اور اس طرح کے دیگر اذکار۔

پھر ان میں سے بھی زیادہ جامع اذکار وہ ہیں جن میں اس طرح کے الفاظ ہیں:  
 ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَيَحْمَدُهُ عَدَدَ خَلْقِهِ“ محض ”سبحان اللہ“ کہنے کی بہ نسبت یہ ذکر زیادہ  
 جامع ہے۔

□ اللہ کی طرف سے خبر:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے اسماء و صفات کی خبر دی جائے، مثلاً اللہ تعالیٰ بندوں کی  
 آوازیں سنتا ہے، ان کی حرکات دیکھتا ہے، اس پر ان کا کوئی بھی عمل مخفی نہیں ہے اور وہ اپنے

بندوں کے ساتھ ان کے والدین سے بھی زیادہ مہربان ہے، وغیرہ۔  
 ذکر کی اس قسم میں افضل یہ ہے کہ اللہ کی تعریف انہی اسماء و صفات کے ساتھ کی جائے جو اللہ نے خود اپنے لیے بیان کی ہیں یا نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی ہیں اور اس سلسلے میں کوئی بھی تعطیل و تحریف یا تشبیہ و تمثیل نہ کی جائے۔  
 مزید تین اقسام:

ذکر کی اس قسم کی آگے مزید تین اقسام ہیں:

① حمد ② ثناء ③ مجہد۔

حمد سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی محبت اور اس پر مکمل رضا مندی کے ساتھ اس کی صفات کمال کی خبر دی جائے، چنانچہ اگر اللہ سے کوئی محبت کرنے والا خاموش ہو تو وہ ”حامد“ نہیں ہے اور اگر بغیر محبت کے اللہ کی تعریف کرے تو بھی ”حامد“ نہیں ہے۔ آدی ”حامد“ تبھی بنتا ہے جب ”محبت اور ثناء“ دونوں باتیں جمع ہوں۔ اگر وقتاً فوقتاً صفات بیان کرتا رہے تو یہ ”ثناء“ ہوگی اور اگر اللہ کی تعریف جلال و کبریائی اور عظمت و اقتدار کی صفات کے ساتھ کی جائے گی تو اسے ”مجہد“ کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ کے آغاز میں اپنے بندے کو تعریف کی یہ تینوں اقسام سکھادی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب بندہ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔“ پھر جب بندہ ﴿الْوَحْلِينَ الرَّحِيمِ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔“ اور جب بندہ ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میرے بندے نے میری تجمید بیان کی۔“<sup>۳۹۵</sup>

دوم:..... امر و نواہی اور احکام کا ذکر

ذکر کی دوسری قسم یہ ہے کہ اللہ کے اوامر و نواہی اور احکام کا ذکر کیا جائے۔ اس کی بھی

دو اقسام ہیں:

### ❖ دعوت اور تبلیغ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسروں کو بتایا جائے کہ اس نے یہ حکم دیا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے، اس کام کو پسند کیا ہے اور اس کام کو ناپسند کیا ہے، اس عمل سے خوش ہوتا ہے اور اس عمل سے ناراض ہوتا ہے، وغیرہ۔

### ❖ کامل اطاعت و اتباع

جب اس کا حکم سامنے آئے تو اس کی جانب لپکے اور اگر ممانعت ہو تو اس سے دوڑے، یعنی اس کے اوامر و نواہی کا ذکر ایک چیز ہے تو اس کے اوامر و نواہی کا ذکر کرتے ہوئے ان پر عمل کرنا دوسری چیز ہے۔

جب ذکر کرنے والا ان تمام اقسام کو اپنالے تو پھر اس کا ذکر افضل، اعلیٰ اور اعظم ہو جائے گا۔

### ذکر کی صورتیں

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کے ذکر کی ایک صورت یہ ہے کہ بندوں پر اس کے انعامات و احسانات، نوازشوں اور کرم فرمائیوں کا ذکر کیا جائے۔ یہ بھی ذکر کی افضل ترین صورت ہے۔

فرماتے ہیں کہ ذکر کی مذکورہ پانچوں اقسام کبھی دل اور زبان دونوں سے کی جاتی ہیں جو کہ افضل صورت ہے، کبھی صرف دل سے اور یہ دوسرا درجہ ہے اور کبھی صرف زبان سے، یہ تیسرا درجہ ہے۔

ذکر کی افضل صورت یہ ہے کہ دل اور زبان دونوں شریک ہوں، جبکہ صرف دل کا ذکر صرف زبان کے ذکر سے افضل ہے کیونکہ دل کا ذکر معرفت عطا کرتا ہے، محبت کو ابھارتا ہے، حیا پیدا کرتا ہے، ڈرنے کی تلقین کرتا ہے، مراقبے کی ترغیب دیتا ہے، نیکیوں میں کوتاہی اور برائیوں اور گناہوں میں لاپرواہی کے رویے سے روکتا ہے۔ جہاں تک زبان کے ذکر کا تعلق

ہے تو وہ ان اثرات میں سے کچھ بھی پیدا نہیں کرتا، اگر کوئی نتیجہ پیدا بھی کرے گا تو وہ برائے نام ہوگا۔<sup>۱۱۱</sup>

## قرآن کی تلاوت؛ عام ذکر سے افضل ہے

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”قرآن کی تلاوت ذکر سے افضل ہے اور ذکر دُعا سے افضل ہے۔ یہ تقسیم تب بنے گی جب ان اعمال میں سے ہر ایک کو فرداً فرداً دیکھا جائے۔ لیکن بعض اوقات کوئی ایسی صورت بھی پیش آ جاتی ہے جس میں مفضول عمل فاضل عمل سے اعلیٰ بن جاتا ہے بلکہ آدمی کے لیے اسی مفضول عمل کو بجالانا ہی ضروری ٹھہرتا ہے۔ مثلاً رکوع اور سجدے میں تسبیح پڑھنا قرآن پڑھنے سے افضل ہے بلکہ رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا تحریراً یا کراہتہ ویسے ہی ممنوع ہے۔ اسی طرح ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ اور ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ کو ان کے مقامات پر پڑھنا تلاوت سے افضل ہے۔ یہی معاملہ تشہد کا اور نماز کے بعد والے اذکار، تہلیل، تسبیح، تکبیر اور تحمید کا ہے، ان مقامات پر یہ اذکار پڑھنا قراءت قرآن سے افضل ہے۔ اسی طرح اذان کا جواب دینا قرآن پڑھنے سے افضل ہے حالانکہ اللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے، لیکن ہر موقع کی علیحدہ بات ہوتی ہے۔ جس بات کا موقع ہو، اسے چھوڑ کر کوئی اور بات کہہ دی جائے تو حکمت میں خلل آتا ہے اور مطلوب مصلحت حاصل نہیں ہوتی۔“<sup>۱۱۲</sup>

مخصوص مواقع کے لیے تلقین کیے گئے تمام اذکار کا یہی حال ہے کہ وہ مطلق تلاوت سے افضل ہیں جبکہ مطلق تلاوت مطلق اذکار سے افضل ہے، الا کہ بندے کو کوئی ایسی صورت

۱۱۱. الوابل الصیب: ۱/ ۸۸.

۱۱۲. الوابل الصیب: ۱/ ۹۱.

پیش آجائے جس میں اس کے لیے تلاوت قرآن کی بجائے دعایا ذکر زیادہ فائدہ مند ہو۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک آدمی اپنے گناہوں پر غور و فکر کرے تو اس کے لیے موقع پیدا ہو جاتا ہے کہ استغفار کر کے توبہ کر لے۔ اگر جنوں یا انسانوں کے شیطانوں کی طرف سے کوئی تکلیف پیش آئے تو وہ ان اذکار اور دعاؤں کو پڑھے گا جو اسے ان سے محفوظ کریں گے۔ اسی طرح یہ بھی دیکھے کہ بعض اوقات بندے کو کوئی ضرورت پیش آ جاتی ہے لیکن بندہ اس سے چشم پوشی کر کے تلاوت یا ذکر میں مشغول ہو جائے تو اس کا دل ان اعمال میں حاضر نہیں ہوگا اور اگر اللہ سے اپنی ضرورت کا سوال کرے گا اور اس کے حضور ہاتھ پھیلائے گا تو یقیناً اس کا دل مکمل طور پر اللہ کی طرف متوجہ ہوگا جس سے اس کے اندر عاجزی، انکساری اور خشوع کی کیفیت پیدا ہوگی۔ ایسا آدمی اگر اس حالت میں دعا کرے گا تو یقیناً اس کے لیے زیادہ فائدہ مند ہوگی، اگرچہ تلاوت قرآن اور ذکر؛ دعا کی یہ نسبت زیادہ فضیلت اور عظمت والے اعمال ہیں۔ آدمی کو اس مسئلے کی مکمل پہچان پیدا کرنی چاہیے کہ کون سی شے فی نفسہ افضل ہے اور کس شے کی فضیلت عارضی ہے تاکہ وہ ہر چیز کو اس کی اصل جگہ پر رکھے اور ہر حقدار کو اس کا حق دے۔

### تسبیح افضل ہے یا استغفار؟

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ کسی اہل علم سے جب پوچھا گیا کہ تسبیح افضل ہے یا استغفار؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر کپڑا صاف ہو تو اس کے لیے عطر اور گلاب کا پانی زیادہ سود مند ہے لیکن اگر میلا ہو تو اسے صابن اور گرم پانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ تو یہ بات سننے کے بعد مجھ سے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کپڑے تو رتے ہی میلے ہیں! (یعنی استغفار ہی افضل ہے)۔<sup>۱</sup>

یہ بہت مفید مسئلہ ہے، اس سے بندے کو اعمال کے درجات کی پہچان ہوتی ہے اور وہ انہیں ان کے اصل مقام پر رکھتا ہے۔ ان درجات کو پہچان لینے سے بندہ فاضل کے بجائے

مفضول عمل اپنا کر اپنے ثواب میں کمی کا فائدہ شیطان کو نہیں دیتا اور نہ ہی مفضول کے وقت میں فاضل کی فضیلت کو اس حیثیت سے دیکھتا ہے کہ اس کا ثواب زیادہ اور اجر عظیم ہے کیونکہ ایسا کرنے سے مصلحت کلی طور پر فوت ہو جاتی ہے۔

### اعمال کے مراتب کی پہچان

اس مسئلے کے لیے ضروری ہے کہ اعمال کے مراتب و مقاصد اور ان کے باہمی تفاوت کی پہچان ہو، ہر عمل کو اس کا حق اور اس کا مرتبہ دیا جائے، فاضل عمل کے بجائے اہم عمل کو اہمیت دی جائے، یا یوں کہیے کہ اہم عمل کے لیے فاضل کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ فاضل کا تدارک ممکن ہے لیکن اگر مفضول کا وقت اور موقع گزر گیا تو اس کا تدارک ممکن نہیں، اس لیے اس کی بجا آوری زیادہ اہم ہے۔ مثلاً سوال کا جواب دینے کے لیے یا کسی کی چھینک کا جواب دینے کے لیے تلاوت قرآن میں وقفہ پیدا کرنا، اگرچہ قرآن کی تلاوت افضل ہے کیونکہ تلاوت تو اس کے لیے بعد میں بھی ممکن ہے لیکن اگر اس کے برعکس سلام یا چھینک کا جواب دینے کے بجائے تلاوت جاری رکھے گا تو ان کے جواب کی مصلحت دوبارہ ہاتھ نہیں آئے گی۔ جب مختلف اعمال میں تصادم ہو تو اسی قاعدے پر عمل کیا جائے گا۔

### ذکر کی مختلف انواع

ابن عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَى الذَّكَرَ أَصْنَافًا مِنَ الذَّكْرِ حَشْوُهَا

وَدَادُ وَشَوْقٌ يَبْعَثَانِ عَلَى الذَّكْرِ

فَذَكَرُ أَلَيْفِ النَّفْسِ مُمْتَزِحٌ بِهَا

يَجِلُّ مَحَلَّ الرُّوحِ فِي طَرِّهَا يَسْرِي

وَذَكَرُ يُعَزِّي النَّفْسَ عَنْهَا لِأَنَّهُ

لَهَا مُتَلَفٌ مِنْ حَيْثُ تَدْرِي وَلَا تَدْرِي

وَذِكْرٌ عَلا مَنى الْمَفَارِقِ وَالذَّرَا  
 يَجِلُّ عَنِ الْبَادِرَاكِ بِالْوَهْمِ وَالْفِكْرِ  
 تَرَاهُ لِحَاظِ الْعَيْنِ بِالْقَلْبِ رُوْيَةً  
 فَيَجْفُو عَلَيْهِ أَنْ يُشَاهَدَ بِالذِّكْرِ

”میرے نزدیک ذکر کی کئی انواع ہیں، ایک ذکر وہ ہے جو عشق و محبت سے لبریز ہوتا ہے اور عشق و محبت ہی اس کا باعث بنتے ہیں۔ ایک ذکر وہ ہے جو دل سے مانوس اور اس کے ساتھ جڑا ہوتا ہے، یہ رُوح کا قائم مقام بن کر اس کے رگ و پے میں سرایت کر جاتا ہے۔ ایک ذکر وہ ہے جو نفس سے اسی کی تعزیت کرتا ہے، کیونکہ یہ نفس کو ہلاک کرنے والا ہوتا ہے، اس طور پر کہ وہ جانتے ہوئے بھی کچھ نہیں جانتا۔ ایک ذکر وہ ہے جو میرے گوشت اور ہڈیوں پر چھایا ہوا ہے اور سوچ و فکر کی پہنچ سے بالاتر ہے۔ آنکھ کا باطنی حصہ دل کو ایسے دیکھتا ہے کہ اس پر ذکر کے ذریعے مشاہدہ کیا جانا مشقت طلب کام بن جاتا ہے۔“

ان کا دل؛ ذکر میں یوں محو ہوتا ہے

امام ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک بار مجھے ایک حبشی کے ساتھ رہنے کا موقع ملا جس کے بال سخت گھنگریالے تھے۔ وہ جب اللہ کا ذکر کرتا تو اس کا رنگ بدل جاتا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ ایسا کیوں ہے کہ جب تم ذکر کرتے ہو تو تمہارا رنگ بدل جاتا ہے اور آنکھیں اُلٹ جاتی ہیں؟ اس نے جواب میں یہ اشعار پڑھے:

ذَكْرُنَا وَمَا كُنَّا لِنَنْسِيَ فَنَذْكُرُ

وَلَكِنْ نَسِيمُ الْقُرْبِ يَبْدُو فَيَظْهَرُ

التعرف لمذهب أهل التصوّف للكلا باذی، ص: ۷۶.

فَأَخْيَابِهِ عَنِّي وَأَخْيَابِهِ لَهُ

إِذِ الْحَقُّ عَنْهُ مُخْبِرٌ وَمُعْبَرٌ

”ہم نے اسے یاد کیا، اگرچہ ہم نے بھلایا ہی کب تھا کہ یاد کرتے؟! یہ تو صباۓ قرب ہے کہ جب چلتی ہے تو یاد بھی کھل جاتی ہے۔ چنانچہ میں اپنی طرف سے اسے تحفہٴ ذکر پیش کرتے ہوئے شرماتا ہوں، کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ اس کے متعلق (فرشتوں کو) خبر دیتے ہیں اور (ان کے سامنے) اسے بیان کرتے ہیں۔“

ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حبشی کی دانائی جیسی کوئی بات میرے کانوں سے پہلے کبھی نہ نکرائی تھی۔ تب مجھے پتا چلا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جن کے دل ذکر کے ساتھ یوں بلند ہو جاتے ہیں جیسے گھونسلوں میں پرندے بلند ہوتے ہیں۔ اگر تم ان کے دل ٹٹولو گے تو سوائے محبوب کی محبت کے کچھ نہیں ملے گا۔ کہتے ہیں کہ پھر ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

وَأَذْكَرُ أَضْنَافًا مِنَ الذُّكْرِ حَشْوُهَا

وَدَادٌ وَشَوْقٌ يَبْعَثَانِ عَلَى الذُّكْرِ

”میرے نزدیک ذکر کی کئی انواع ہیں، ایک ذکر وہ ہے جو عشق و محبت سے لبریز ہوتا ہے اور عشق و محبت ہی اس کا باعث بنتے ہیں۔“

اسی طرح ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ ہی نے ذکر کرنے والوں کے متعلق اپنے اشعار میں ان خیالات کا اظہار کیا:

رَجَالٌ أَطَاعُوا اللَّهَ فِي السَّرِّ وَالْجَهْرِ

فَمَا بَاشَرُوا اللَّذَاتِ حِينًا مِنَ الدَّهْرِ

أَنَسٌ عَلَيْهِمْ رَحْمَةُ اللَّهِ أَنْزَلَتْ  
 فَظَلُّوا سُكُونًا فِي الْكُهُوفِ وَفِي الْقَفْرِ  
 يُرَاعُونَ نَجْمَ اللَّيْلِ مَا يَرُفُّدُونَهُ  
 فَبَاتُوا بِإِذْمَانَ التَّهَجُّدِ وَالصَّبْرِ  
 فَدَاخَلَ هُمُومَ الْقَوْمِ لِلْمَخْلُقِ وَخَشَةَ  
 فَصَاحَ بِهِمْ أَنَسُ الْجَلِيلِ إِلَى الذِّكْرِ  
 فَأَجْسَادُهُمْ فِي الْأَرْضِ هَوْنَا مُقِيمَةً

وَأَرْوَاجِهِمْ تَسْرِي إِلَى مَعْدِنِ الْفَخْرِ

”یہ ایسے لوگ ہیں کہ جنہوں نے خلوت اور جلوت میں اللہ کی اطاعت کی اور ایک لمحے کے لیے بھی لذت پرستی میں مبتلا نہ ہوئے۔ ان پر اللہ کی رحمت اترتی ہے، اس لیے خواہ یہ غاروں میں ہوں یا چٹیل میدانوں میں، ہر جگہ سکون سے رہتے ہیں۔ راتوں کو جاگتے ہیں اور تاروں پر نظریں جماتے ہیں اور تہجد اور صبر میں رات گزارتے ہیں۔ مخلوق سے بیگانگی سی محسوس کرنے لگتے ہیں تو اللہ کا انس انہیں ذکر کی جانب لے جاتا ہے۔ ان کے جسم اگرچہ زمین پر مقیم ہوتے ہیں لیکن ان کی رُو میں فخر و عظمت کے منبع کی جانب سفر کرتی ہیں۔“

اللہ اسے دو مرتبہ یاد کرتا ہے

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بندہ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے یاد کرنے سے پہلے اور بعد میں، یعنی دو مرتبہ اسے یاد کرتا ہے۔ اللہ کی پہلی یاد کی بہ دولت بندہ ذاکر بنتا ہے اور بعد والی یاد کی بہ دولت مذکور ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ كُفِّرْتُمْ بَلْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

”تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔“

اللہ بندے کے ذکر سے پہلے جس طرح بندے کو یاد کرتا ہے، وہ اور ہوتی ہے اور بعد والی یاد اور۔ اگر کوئی اس بار کی کو نہ سمجھ پائے تو وہ اسے چھوڑ کر کسی اور بات پر غور کرے۔ کیونکہ شاعر کا قول ہے:

إِذَا لَمْ تَسْتَطِعْ شَيْئًا فَذَعَهُ

وَجَاوِزُهُ إِلَى مَا تَسْتَطِيعُ

”جب تم میں کسی بات کی طاقت نہ ہو تو اسے ترک کر دو اور اس کی جگہ وہ کام کرو جس کی طاقت رکھتے ہو۔“

فنا کی یہ نسبت بقا زیادہ کامل ہے

ذکر کے سلسلے میں بلند ہمتی کا ایک حصہ یہ ہے کہ ذکر میں باقی رہا جائے، فنا کی یہ نسبت بقا زیادہ کامل ہے۔ ذکر میں بقا بہت بڑا دروازہ اور سیدھا راستہ ہے کیونکہ بقا میں تفصیل اور معارف ہیں، حقائق اپنی اصل صورت میں نظر آتے ہیں، بندے اور رب میں فرق اور تمیز کرنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے اور عبودیت اور معبود کا جلوہ نظر آتا ہے جبکہ فنا میں ان ساری باتوں میں سے کچھ بھی نہیں۔

فنا تو ہے ہی فنا، جبکہ ”بقا“ اپنے نام کی طرح بقا ہے۔ فنا مطلوب لغیرہ ہے اور بقا مطلوب لفسہم، فنا بندے کا وصف ہے اور بقا رب کا، فنا عدم ہے اور بقا وجود، فنا نفی ہے اور بقا اثبات، فنا کے راستے پر چلنا پُر خطر ہے اور اس میں تباہی و ہلاکت کی بہت ساری گھاٹیاں ہیں جبکہ بقا کے راستے پر چلنا پُر امن ہے، کیونکہ اس راستے میں بہت سے نشانات اور راہبر موجود ہیں، فنا کے راستے پر چلنے والے بقا کے راستے کو طویل تو کہتے ہیں لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کرتے کہ یہ سلامتی کا راستہ ہے اور مطلوب تک پہنچاتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ فنا کا راستہ

مختصر ہے اور اس راہ کا راہی منزلوں پر منزلیں مارتا چلا جاتا ہے جبکہ بقا کے راستے کا مسافر اعتدال کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔“

قیود سے شہود کی طرف

ذکر کے سلسلے میں عالی ہمتی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ ”قیود سے خلاصی حاصل کر لے، شہود کے ساتھ باقی رہے اور حال دل سنانا نہ چھوڑے۔“

قیود سے خلاصی کا مطلب یہ ہے کہ غفلت و نسیان سے اور رب تعالیٰ اور دل کے درمیان حائل ہو جانے والی رکاوٹوں سے خلاصی پائے۔

شہود کے ساتھ باقی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ مذکور (اللہ تعالیٰ) کے سامنے ہونے کا تصور رکھے اور دل میں اس کی یاد ایسے بٹھائے جیسے اسے دیکھ رہا ہے۔

حال دل سنانے سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اس کا دل اللہ کے ساتھ مناجات کرتا رہے، کبھی اللہ کی رضا جوئی کے لیے، کبھی گڑگڑاتے ہوئے، کبھی تعریف کرتے ہوئے اور کبھی تعظیم کرتے ہوئے۔ ان کے علاوہ بھی مناجات کے جتنے انداز ہیں، وہ سب استعمال میں لائے لیکن یہ مناجات دل کے ساتھ اور خلوت میں ہونی چاہیے۔ ہر محبت کا اپنے محبوب کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس شعر میں کہا گیا ہے:

إِذَا مَا خَلَوْنَا وَالرَّقِيبُ بِمَجْلِسٍ  
فَنَحْنُ سُكُوتٌ وَالْهَوَىٰ يَتَكَلَّمُ

”جب ہم اور رقیب تنہا بیٹھے ہیں تو ہم خاموش ہوتے ہیں لیکن خواہش اور محبت بولنے لگتی ہے۔“

جو ذکر زبان و دل میں ہو

ایسا ذکر جو زبان پر بھی جاری ہو اور دل میں بھی موجود ہو، یا تو ثنا ہوتا ہے، یا ذمہ،

۱۱ مدارج السالکین: ۲ / ۴۳۷

۱۲ مدارج السالکین: ۲ / ۴۳۵

یا رعایت۔

”ذکر رعایت“ کی مثال یہ ہے کہ ذکر کہے: ”اللہ میرے ساتھ ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ مجھ پر گواہ ہے“ اور اس نوعیت کے دیگر جملے جو حضوری کو تقویت پہنچانے کے لیے بولے جاتے ہیں۔ ایسے کلمات سے دل کی بھی اصلاح ہوتی ہے، اللہ کے ادب کے بھی مطابق ہیں، غفلت سے بھی بچاتے ہیں اور شیطان اور نفس کے شر سے حفاظت کا ذریعہ بھی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے تعلیم فرمودہ اذکار میں ذکر کے یہ تینوں انداز موجود ہیں، ان میں اللہ کی تعریف و ثناء بھی ہوتی ہے اور اس سے واضح الفاظ میں مانگا بھی جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے ”سب سے افضل دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہے۔“

امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کو دعا کیونکر قرار دیا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اُمیہ بن صلت نے عبداللہ بن جدعان سے بخشش و عطا کی امید پر کہا تھا:

اَذْكُرْ حَاجَتِي اَمْ قَدْ كَفَانِي

حَيَاؤُكَ اِنَّ شَيْمَتَكَ الْحَيَاءُ

اِذَا اَتْنِي عَلَيْكَ الْمَرْءُ يَوْمًا

كَفَاهُ مِنْ تَعَرُّضِهِ الشَّنَاءُ

”کیا میں اپنی ضرورت بیان کروں یا میرے لیے تمہارا حیا ہی کافی ہے؟ کیونکہ

حیا تمہاری خصلت ہے۔ اگر کسی روز کوئی آدمی تمہاری تعریف کرے تو اس کے

لیے ضرورت بیان کرنے کے بہ جائے اتنا ہی کافی ہوتا ہے۔“

سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مخلوق میں سے ایک بندہ دوسرے بندے سے

مانگنے کے بہ جائے اس کی تعریف ہی کو اپنی ضرورت کے لیے کافی سمجھتا ہے، تو رب العالمین

کا معاملہ تو اس سے بہت بلند ہے۔

یعنی وہ صرف حمد و ثناء ہی سے کسی کی ضرورت پوری کیوں نہیں کرے گا؟!

نبی کریم ﷺ کے اذکار میں کمال درجے کی ”رعایت“ اور دل کی مصلحت بھی پنہاں ہے اور یہ غفلت، دوسوں اور شیطان سے بچاؤ اور حفاظت کا ذریعہ بھی ہیں۔<sup>1</sup>

زہے نصیب کہ وہ مجھے یاد کرے!

قابل تعجب اللہ کا یہ فرمان نہیں کہ ”مجھے یاد کرو“ بلکہ قابل تعجب تو اس کا یہ ارشاد ہے کہ ”میں تمہیں یاد کروں گا۔“

اے بندے! نہر کی کھدائی تیرے ذمے ہے لیکن اس میں پانی بہانا تیری ذمہ داری نہیں ہے۔ تو ”أَذْكُرْكُمُ“ کے بحر کے پہلو میں واقع ”أَذْكُرُونِي“ والے بند پر آ جا، جب تو اس پر اپنی محنت کی کدال چلائے گا تو سمندر کا پانی تیرے لیے اُٹد آئے گا، پھر تو اسی کے ساتھ دیکھے گا اور اسی کے ساتھ سنے گا۔ خلوت کی زمین میں اپنے تفکر کا بیج ڈال اور پھر اسے اپنے تفکر کے پانی سے سیراب کر، اس طرح تیرے لیے وہ گھنا درخت تیار ہو جائے گا جس کے متعلق حدیث قدسی ہے کہ:

((أَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي)).<sup>2</sup>

”جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں۔“

اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے گویا یہ فرماتا ہے کہ:

”تم مجھے یاد کرو“ عاجزی سے..... ”میں تمہیں یاد کروں گا“ عطا سے۔

”تم مجھے یاد کرو“ انکساری سے..... ”میں تمہیں یاد کروں گا“ احسانات سے۔

”تم مجھے یاد کرو“ صاف باطن کے ساتھ..... ”میں تمہیں یاد کروں گا“ مکمل بدلے کے

ساتھ۔

”تم مجھے یاد کرو“ ڈر کے ساتھ..... ”میں تمہیں یاد کروں گا“ تمہاری آرزو پوری کر کے۔

”تم مجھے یاد کرو“ ہر خواہش سے پاک ہو کر..... ”میں تمہیں یاد کروں گا“ نواز کر۔

1. مدارج السالکین: ۲/ ۴۳۴، ۴۳۵.

2. مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/ ۱۰۸.

”تم مجھے یاد کرو“ پاک دل کے ساتھ..... ”میں تمہیں یاد کروں گا“ خالص نوازش کے

ساتھ۔

”تم مجھے یاد کرو“ تعظیم کے ساتھ..... ”میں تمہیں یاد کروں گا“ تکریم کے ساتھ۔

”تم مجھے یاد کرو“ خطائیں چھوڑ کر..... ”میں تمہیں یاد کروں گا“ مختلف عطاؤں کے

ساتھ۔

خدایا! تب کیا عالم ہوگا!!

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

هَذَا ذِكْرُهُ فِي دَارِ الشَّقَاءِ

فَكَيْفَ عِنْدَ اللُّقَاءِ

هَذَا فِي دَارِ الْمَخْنَةِ

فَكَيْفَ فِي دَارِ النُّعْمَةِ

هَذَا وَأَنْتَ عَلَى الْبَابِ

فَكَيْفَ إِذَا كُشِفَ الْحِجَابُ؟!

”وہ آزمائشوں کے اس گھر (یعنی دنیا میں ہمیں) اس طرح یاد کرتا ہے تو

(آخرت میں اپنی) ملاقات کے وقت وہ کیا کچھ نہیں کرے گا؟! وہ مشکلوں کے

اس گھر میں یوں یاد کرتا ہے تو نعمتوں کے گھر میں کیا کچھ نہیں دے گا؟! یہ سب

کچھ وہ اس حال میں کر رہا ہے کہ تو ابھی دروازے سے باہر کھڑا ہے، اس وقت

کیا عالم ہوگا جب پردہ اٹھا دیا جائے گا?!“

دل میں بس تو ہی بسا ہے!

شاعر کا کہنا ہے:

وَمَلَأْتُ كُلِّي مِنْكَ حَتَّى لَمْ أَدْعُ

مِنِّي مَكَانًا خَالِيًا لِسِوَاكَ

وَالْقَلْبُ فِيكَ هَيَامُهُ وَغَرَامُهُ

وَالرُّوحُ لَا تَنْفَكُ عَنْ ذِكْرَاكَ

”میں نے اپنا سارا سراپا تجھ سے بھر لیا ہے اور اب اس کے اندر تیرے سوا کسی اور کے لیے کہیں بھی کوئی جگہ نہیں بچی۔ دل کی ساری لگن اور تڑپ تیرے ہی لیے ہے اور رُوح ایک لمحہ بھی تیری یاد سے جدا نہیں ہوتی۔“

یہ تو دیوانگی کی دوا ہے!

ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ ذکر کرتے تھے، کچھ لوگوں نے انہیں دیکھا تو ان کی اس حالت پر تعجب کیا اور ان کے ساتھیوں سے پوچھنے لگے کہ ”کیا تمہارا صاحب دیوانہ ہے؟“ ابو مسلم رضی اللہ عنہ کے کانوں میں یہ سوال پڑا تو انہوں نے فرمایا: ”نہیں میرے بھائی! دیوانہ نہیں ہوں، یہ تو دیوانگی کی دوا ہے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ کو اتنی کثرت سے یاد کرو کہ لوگ کہنے لگیں: یہ تو دیوانہ ہے۔“<sup>❶</sup>

اسی ضمن میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

وَقَدْ شَرَطْتُ عَلَى قَوْمٍ صَحْبَتَهُمْ

بِأَنَّ قَلْبِي لَكُمْ مِّنْ دُونِهِمْ غَرَضٌ

❶ مسند احمد: ۱۱۶۵۳۔ مسند ابی یعلیٰ: ۹۱۴۶۔ صحیح ابن حبان: ۹۸۱۶۔ شعب الایمان للبیہقی: ۵۲۳۔ مجمع الزوائد للہیثمی: ۱۶۷۶۱۔ علامہ مناوی رضی اللہ عنہ نے ”فیض القدر“ میں لکھا ہے: مصنف نے اس روایت کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس سلسلے میں وہ امام حاکم رضی اللہ عنہ کے موافق ہیں، جبکہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ”المالی“ میں اسے صرف ”حسن“ کہنے پر اکتفا کیا ہے۔ علامہ لاشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں ”درج“ ہے جسے علماء کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔ مسند احمد میں مذکور اس حدیث کی دو سندوں میں سے ایک کے سوا باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔ جبکہ شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے اسے سلسلہ ضعیف اور ضعیف الجامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔

وَمِنْ حَدِيثِي بِكُمْ قَالُوا بِهِ مَرَضٌ  
فَقُلْتُ لَا أَذْهَبَ اللَّهُ عَنِّي ذَلِكَ الْمَرَضُ

”مجھے کچھ لوگوں کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا تو میں نے اپنے آپ پر یہ لازم ٹھہرایا کہ میرا دل ان کے ساتھ نہیں بلکہ تمہارے ساتھ رہے گا۔ میں جب بے خودی میں تم سے باتیں کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ اسے کوئی مرض ہے، میں نے جواب دیا کہ اے کاش! اللہ میرا یہ مرض دُور نہ کرے۔“

مرنے کے بعد بھی تیری یاد نہ گئی!

حجاج بن یوسف نے ماہان نامی عابد کو سولی پر چڑھانے کا حکم دیا، اسے جب دار پر کھینچا گیا تو وہ تسبیح اور جہلیل پڑھ رہا تھا اور اپنے ہاتھ سے گریں بھی لگاتا جاتا تھا، حتیٰ کہ پڑھتے پڑھتے اُتیس (۲۹) تک پہنچ گیا۔ پھر موت کے بعد مسلسل ایک مہینے تک یہ حالت رہی کہ اس کے ہاتھ میں ”اُتیس“ کی گرہ بدستور موجود تھی۔  
بہ قول شاعر:

لُتْخَشِرُنَّ عِظَامِي بَعْدَ مَا بَلَيْتُ  
يَوْمَ الْحِسَابِ وَفِيهَا حُبُّكُمْ عَلِقُ

”میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جانے کے بعد جب قیامت کو دوبارہ اکٹھی کی جائیں گی تو ان پر تیری محبت کا گوشت چمٹا ہوا ہوگا۔“

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ ہر روز چالیس ہزار بار تسبیح کہتے تھے جبکہ قرآن کی تلاوت کا معمول اس کے علاوہ ہوتا تھا۔ وفات کے بعد جب انہیں غسل دینے کے لیے تختہ پر لٹایا گیا تو ان کی انگلیاں حرکت کرنے اور تسبیح پڑھنے لگیں۔ ❦



www.KitaboSunnat.com

❦ سیر اعلام النبلاء: ۴ / ۵۴۰، حلیۃ الأولیاء: ۵ / ۲۱۰، ابن عساکر: ۵ / ۲۶۰.



## محققِ اسلام و مفسرِ قرآن فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے تاثرات

زیر نظر کتاب قرآن مجید کے فضائل، اس کی تلاوت کے آداب اور اس سے متعلقہ بہت سے احکام پر مشتمل ہے۔ فاضل مترجم حافظ فیض اللہ ناصر ہیں، انہوں نے اس کا ترجمہ اپنے استاذ محترم استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر کیا ہے۔ ترجمہ ماشاء اللہ سلیس، شگفتہ اور رواں دواں ہے، جو ترجمہ کی عمدہ صلاحیتوں کا غماز ہے۔ موصوف نے اور بھی بعض اہم کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ فاضل مترجم ابھی جوان ہیں۔ اُمید ہے وہ اپنے اس علمی سلسلے کو جاری رکھیں گے تو دین و ملت کی بہترین خدمت سرانجام دے سکیں گے۔ و فقہ اللہ تعالیٰ۔ ان کی اردو نگاری اور ترجمے کی عمدہ صلاحیت:

بالائے سرش زہوش مندی..... می تافت ستارہ بلندی

کی آئینہ دار ہے۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

یہ کتاب قرآن مجید کی تلاوت کا شوق رکھنے والے ہر مسلمان کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے ان کے اس شوق اور رغبت میں ان شاء اللہ مزید اضافہ ہوگا۔ اس کتاب میں ہمارے بہت سے اسلاف کے شوقِ تلاوت اور خصوصی رغبت و اہتمام کے ایسے واقعات بھی بیان ہوئے ہیں جن پر بظاہر یقین کرنا مشکل ہے لیکن وہ سیر و تراجم یا آثار میں محفوظ ہیں جن کو صاحب کتاب نے نقل کیا ہے۔ یہ کتاب گراں قدر مباحث کی حامل ہے اور قابلِ قدر کوششوں کا نتیجہ ہے اور زیادہ سے زیادہ قدر افزائی کی مستحق ہے۔ یقیناً یہ خود فروشوں اور خدا فروشوں کے لیے خود شناسی اور خدا شناسی کے لیے مہمیز کا کام دے گی، و بید اللہ التوفیق۔